مسلسل اشاعت کا اکتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

485-86

ذی الحجہ، محرم ۲۷-۱۴۲۶ھ

جنوری، فروری 2006ء

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق
مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یوبی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17
مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 1120 - 6
Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

نمبر 23.2.06

ماہنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ۔۔۔۔ 41
شمارہ نمبر ۔۔۔ 4-5
ذی الحجہ' محرم ۲۷-۱۴۲۶ھ
جنوری' فروری ۔۔ ۲۰۰۶ء

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: یورپ میں رہبر انسانیتؐ کے توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت' عالم اسلام کے خلاف ایک خطرناک سازش۔ جانشین شیخ الاسلام وامیر جمعیت علماء ہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی رحلت۔ آہ! حضرت مولانا عبدالرشید ارشدؒ کی جدائی۔ ملک اور صوبہ سرحد کے نامور سیاسی لیڈر خان عبدالولی خان کی وفات .... راشد الحق سمیع ۲

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال۔ (درس ترمذی) ...... حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۱

ایمان اور عمل صالح کا تلازم .... حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب ۱۷

اکیسویں صدی کا امریکی قرآن' تنقیدی جائزہ .... محمد فیروز الدین شاہ / حافظ محمد سمیع اللہ ۲۰

توکل علی اللہ کی اہمیت وافادیت .... مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی ۳۶

ویلنٹائن ڈے بے حیائی کی سالگرہ .... مولانا احمد عبدالمجیب قاسمی ندوی ۴۳

فلسطینی انتخابات میں حماس کی تاریخی فتح .... جناب ضیاء الحق صاحب ۴۷

مخالف مسلک کے امام کی اقتداء میں نماز کا حکم .... مولانا مفتی مختار اللہ حقانی ۵۱

معروف امریکی سنگر جیکسن فیملی کے بڑے گلوکار کا قبول اسلام .... ڈاکٹر حافظ حقانی میاں ۶۰

افکار و تاثرات (محمود محمودی عراقی' ایران۔ عبدالمجیب' ۔ مدثر اللہ خان' انڈیا) .... ادارہ ۶۶

دارالعلوم کے شب وروز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۸

تبصرہ کتب .... حضرت مولانا انوار الحق صاحب / حافظ ابراہیم فانی ۷۱

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات وآراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر 630340-630435(0923)

ای میل: Email: haqqania@nsr.pol.com.pk OR editor_alhaq@yahoo.com

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200' بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

یورپ میں رہبر انسانیتؐ کے توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت

عالم اسلام کے خلاف ایک خطرناک سازش

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر خدا شاھد کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں ہوسکتا

(مولانا ظفر علی خانؒ)

اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس روز اول ہی سے یہود و نصاریٰ کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتے چلے آرہے ہیں۔ ہر دور، ہر زمانہ اور ہر عہد میں کفری طاقتوں اور طاغوتی قوتوں نے ان پر کیچڑ اچھالنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ ابتداء اسلام ہی میں جھوٹی نبوت مسیلمہ کذاب گھڑی گئی لیکن اسے خلفیہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بصیرت وفراست نے فوری کچل دیا۔ پھر وقفے وقفے سے اور بھی جھوٹے نبوت کے ماڈل یہود و نصاریٰ کے تعاون سے امت مسلمہ کو کمزور کرنے کے لئے پیش کئے جاتے رہے۔ ان میں مشہور کریکٹر مرزا غلام احمد قادیانی' کا تھا۔ اس کے بعد مغرب نے فتنہ استشراق کو ابھارا اور انہیں یہ ہدف دیا کہ وہ مسلمانوں کے دلوں کی لوح سے آنحضرت ﷺ کی محبت وعقیدت اور ادب واحترام کو ''علمی تیشوں'' کے نتیجے میں کھرچ ڈالیں۔ کیونکہ جب تک مسلمانوں کے دل و دماغ حضور پاک ﷺ کی ذات مبارک اور ان کی مقدس تعلیمات سے وابستہ رہیں گے، ہماری حتمی کامیابی ہمیں حاصل نہیں ہوگی۔ چنانچہ مغربی منکروں نے کروڑوں ڈالروں اور وسائل سے مالا مال ہو کر آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ اور احادیث کی حجت پر طرح طرح کے اعتراضات کرنا شروع کئے۔ اور اس سلسلے میں کئی گھٹیا مواد پر مشتمل کتابیں عالمی سطح پر مغربی حکومتوں کی ایماء پر چھاپی اور اچھالی گئیں۔ لیکن الحمدللہ یہ سب سازشیں سمندر کی جھاگ کی طرح حسب سابق بیٹھ گئیں اور پیغمبرِ انقلاب ﷺ کی ہر دلعزیز، مبارک اور مقدس ذاتِ پاک کی اہمیت اور قدر و منزلت مسلمانوں میں کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئی۔ پھر ابھی ماضی میں ایک غلیظ ہندو راجپال نے بھی شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کرتے ہوئے ایک گمراہ کن کتاب لکھی، لیکن اسے ایک غلامِ محمد ﷺ غازی علم الدین شہیدؒ نے ابتداء ہی میں واصل جہنم کر دیا۔ اور رہتی دنیا تک ایک ایسی مثال قائم کردی کہ جو عشاق نبی کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ اس کے بعد مغرب نے مسلمانوں میں ہی سے ایسے آلہ کار تلاش کرنا شروع کئے جو شان رسالت ﷺ کے توہین کریں۔ چنانچہ انہیں اپنے مذموم مقاصد کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لئے ملعون وشیطان سلمان رشدی اور فاحشہ تسلیمہ نسرین جیسے خبیث اشخاص ملے اور انہوں نے جی بھر کر شان رسالتؐ میں گستاخیاں کیں۔ اب یہ اپنی عاقبتیں خراب کر کے مغرب کی گود میں بیٹھ کر محصورانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن یورپ اور اپنوں کی اس کمینگی نے بھی محمدِ عربی ﷺ کی شان میں کوئی کمی

واقع نہ ہونے دی۔ کیونکہ یہ قرآن کا وعدہ ہے کہ ورفعنا لک ذکرک ۔ اس کے بعد ابھی حال ہی میں قرآن پاک کے نسخوں کی منظم سازش کے تحت گستاخیاں کی گئیں۔ اور رواداری کے ٹھیکیداروں نے قرآن کے نسخے بیت الخلاؤں اور گندگی کے ڈھیروں میں پھینکے۔ یہ جان بوجھ کر مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی ایک گہری سازش تھی۔ پھر بھی مغرب کی کمینگی اور مذہبی تعصب میں کمی نہیں آئی۔ اورانہوں نے یہودیوں کے ساتھ مل کر ایک منظم سازش کے تحت ڈنمارک کے ایک تھرڈ کلاس اخبار ''جے لینڈ پوسٹن'' میں ۳۰ رستمبر ۲۰۰۵ء کو شان رسالت میں گستاخی کرتے ہوئے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کے 12 تضحیک آمیز کارٹون شائع کئے۔اس کے جواب میں مسلمانوں نے احتجاج کیا جسے درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ اس کے بعد دوبارہ ناروے کے ایک کٹر عیسائی اخبار ''میگزینیٹ'' نے اس خباثت کے عمل کو دوہرایا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یورپ بھر میں اس کی اشاعت کا بخار چڑھنے لگا۔ اور یورپ وامریکہ کے تمام اہم ممالک کے اخبارات نے ان تضحیک آمیز کارٹونوں کی اشاعت کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر نہ صرف اہمیت سے شائع کیا۔ بلکہ اس نفرت کی آگ کو پھیلانے کی پوری پوری کوشش کی۔ اور دنیا کے سامنے بار بار اپنا ''روشن'' منہ کالا کرایا۔ یوں ان کی اندر کی چھپی ہوئی ''مہذب تہذیب'' اور جھوٹی ''رواداری'' ساری حدیں پھلانگ کر بیچ راستے میں برہنہ ہوگئی۔ اور پھر ''اظہار آزادیٔ رائے'' کی چڑیل نے ایسا خطرناک رقص پیش کیا جس کی تصویر صلیبی جنگوں کے زمانے میں بھی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ چوری اور سینہ زوری کا محاورہ ہم نے صرف سنا تھا لیکن مغرب کے ''مفکروں'' اور ان کے ''مہذب'' صحافیوں اور ''شائستہ'' حکمرانوں نے اس کا خوب خوب مظاہرہ کیا۔ ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ مذہبی تعصب کا شکار صرف صدر بُش ہیں لیکن اب مغرب تو اس سے بھی زیادہ مذہبی تعصب میں بازی لے گیا ہے۔ تمام عیسائی حکمران اور مغربی پریس مسلمانوں کے زخموں پر برابر نمک پاشی کررہے ہیں۔ صدر بُش نے خصوصی طور پر ڈنمارک کے وزیر اعظم کو فون کر کے انہیں نہ جھکنے کی تلقین کی ہے اور اس عمل پر انہیں امریکہ کی طرف سے مکمل سپورٹ کی یقین دہانی بھی کرائی ہے (یہ امر خوش آئند ہے کہ حسب اختلاف کی تمام سیاسی جماعتوں نے تین مارچ کو صدر بُش کی پاکستان آمد پر مغرب اور امریکہ کے متعصّبانہ رویے پر زوردار احتجاج ریکارڈ کرانے کا فیصلہ کیا ہے) اور کئی ادارے تو انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع پر باقاعدہ ووٹنگ کررہے ہیں اور چونکہ ویب سائٹس اور پرنٹ میڈیا ان کے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ تمام سروے رپورٹوں اور جائزوں میں اس بات کو ثابت کررہے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کے کارٹونوں کی اشاعت یورپ کا درست اقدام تھا اور مسلمانوں کو اس پر احتجاج کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ تعجب یہ ہے کہ اگر ''الجزیرہ'' عرب ٹی وی چینل پر امریکی فوجیوں کی لاشیں دکھائی جائیں تو یہ اقدام قابل گرفت جرم بنتا ہے۔ اور اگر بی بی سی ورلڈ ٹی وی چینل پر یہی خاکے دنیا بھر میں بار بار نشر کئے جائیں تو یہ ''آزادیٔ اظہار رائے'' کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی طرح اگر ''ہولوکاسٹ'' سے متعلق کوئی کارٹون یا مواد یہودیوں کے خلاف یورپ میں چھاپا جائے تو فوراً اس کے

خلاف کاروائی کی جاتی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں یہودیوں اور ان کے مذہب کے خلاف کچھ لکھنا بھی آزادیٔ اظہار رائے کے زمرے میں نہیں آتا۔ انہیں مکمل طور پر قانونی تحفظ دیا گیا ہے۔ اسی طرح ملکہ برطانیہ کے خلاف بھی کچھ کہنے چھاپنے پر سخت قوانین ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخی والی فلم بھی چلنے نہیں دی گئی اور اسی طرح ماضی میں حضرت عیسیٰؑ کے کارٹونوں کی اشاعت سے متعدد اخبارات نے انکار کر دیا تھا۔ تو پھر اسلام اور حضرت محمد ﷺ کے خلاف اس طوفان بدتمیزی کے برپا کرنے کا کیا جواز ہے؟ اظہار رائے کی بھی آخر کچھ حدیں ہوتی ہیں۔ یورپ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے آبگینوں سے نازک جذبات سے بار بار کھیلے' ان کی دل آزاری کا سامان کرے' اور شرانگیز خاکوں کے ذریعے ان کی ارادۃً تحقیر و تذلیل کرے اور حتیٰ ان کو برانگیختہ اور غصہ دلانے کی ہر قسم کی سفلی حرکات کرے' اور دنیا کا امن تہ و بالا کرے تو یہ جرم نہیں ہے۔ اور اگر یورپ میں پڑوسی ذرا سا ریڈیو تیز کرے یا گاڑی کا ہارن دو مرتبہ سے زائد بجائے تو وہ قانونی جرم بنتا ہے کہ اس نے پڑوسی کے سکون اور اطمینان میں خلل ڈالا ہے۔ اب ایک ماہ سے پوری دنیا میں غم و غصے کی لہر دوڑی ہوئی ہے اور یورپ اور امریکہ معذرت کے بجائے (حالانکہ یورپ میں معمولی سی غلطی پر بھی ہر کوئی (سوری) Sorry کہنے کا عادی ہے۔ اور وہ لوگ معافی مانگنے کو اپنے لئے بڑا پن سمجھتے ہیں) ڈھٹائی کے ساتھ ان اخبارات کا دفاع کر رہے ہیں جن میں ہر روز ایک نئی مونیکا لونسکی کے اسکینڈل ہیڈ لائن اور تصویروں کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ وہ آئے دن یہ کارٹون بار بار چھاپ کر مسلمانوں کو ستا رہے ہیں اور مسلمانوں کی تکلیف اور غم و غصے اور احتجاج سے لطف و سرور حاصل کر رہے ہیں۔ دراصل وہ مسلمانوں کو اس بات کا احساس دلا رہے ہیں کہ وہ یورپ اور امریکہ کی غلامی میں اتنے بے بس اور بے غیرت ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے دینی شعائر کی آزادی کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حرمت کا تحفظ کر سکتے ہیں۔

تہذیبوں کا تصادم جو فکری محاذ پر تو تھا ہی لیکن اب اسے ۹/۱۱ کے بعد عملی طور پر دہرایا جا رہا ہے۔ امریکہ اور مغرب نے کھلم کھلا صلیبی جنگوں کا اعلان کر دیا ہے۔ انکی نفرت' تعصب' دشمنی' عداوت' حسد اور بغض نے اسلام کے کسی بھی شعبے کو نہیں چھوڑا۔ مثلاً جہاد' بنیاد پرستی' انتہا پسندی' دینی مدارس کے کردار' نظام تعلیم کی تطہیر' پاکستان کا ایٹمی پروگرام' قرآن پاک سے یہود و نصاریٰ کے متعلق آیتوں کو ختم کرنا اور اب آخر میں انہوں نے مسلمانوں کی سب سے مقدس ترین ہستی اور عظیم لیڈر پیغمبرِ انقلاب حضورؐ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ اب امت مسلمہ کے بے غیرت و بے حمیت حکمرانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس ہتک آمیز واقعہ کے بعد اپنی صفیں درست کریں اور اپنے عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے مغرب سے دوٹوک مذاکرات کریں کہ آخر تم کیا چاہتے ہو؟ دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہو یا جہنم کدہ؟ مسلم امہ نے احتجاج اور مظاہروں کے ذریعے مغرب پر یہ واضح کر دیا ہے کہ ابھی مسلمانوں کی راکھ میں ایمان کی چنگاریاں گُل نہیں ہوئیں اور اب بھی عالم اسلام کی راکھ کا ڈھیر کسی آتش فشاں کی مانند تمہیں بھسم

کر سکتا ہے۔ ؎ جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں

مسلمانوں کی رگِ حمیت سوئی ضرور ہے لیکن ابھی وہ مردہ نہیں ہوئی۔ مسلمانوں کے ایمانوں میں کمی ضرور آئی ہے اور اعمال صالحہ میں نقصان بھی ضرور واقع ہوا ہے، لیکن عشق نبیؐ کی کھیتیاں دلوں میں ہمیشہ کی طرح لہلہا رہی ہیں اور تروتازہ ہیں اور مادیت کے زہر ہلاہل نے امت مسلمہ کے جسم کو کہیں کا نہیں چھوڑا لیکن اس کے دل میں پیارے نبیؐ کی محبت اور ناموس کا فانوس ہمیشہ کی طرح روشن و تاباں اور ضوفشاں ہے۔ ہزار بادِ مخالف اور منہ زور صرصر کی آندھیاں چلیں لیکن عشق رسولؐ کی لو مسلم امہ کسی بھی شان میں بجھنے نہیں دے گی۔ ؎

بڑھتا ہے ذوق "جرم" یہاں ہر سزا کے بعد ہے مصرفہ ہے تعزیر جرم عشق اے محتسب

ابھی شمع رسالتؐ پر پروانوں نے جھوم کر کٹ مرنے کی رسمِ شبیری بھلائی نہیں۔ ابھی حالیہ مظاہروں میں بھی ایک درجن سے زائد افراد عشق رسولؐ کی خاطر خوشی خوشی خون میں نہلا گئے اور کتنے ہی اپنی نبی کی حرمت کی خاطر شہادت کی آرزو میں دیوانہ وار متمنی پھر رہے ہیں۔ ع ہزاروں مر چکے ہیں سینکڑوں تیار بیٹھے ہیں

محسن کش یورپ نے اس ہادی برحق کی توہین و تضحیک کی ہے جس کے ادنیٰ غلاموں نے انہیں تہذیب و تمدن علم و آگہی اور فن و ہنر سے شناسا کیا۔ وہ یورپ جو جہالت کی تاریکیوں میں آج سے سات آٹھ سو سال پہلے ڈوبا ہوا تھا۔ جس کی درندہ تہذیب پر وحشی قبائل کی تہذیب بھی بدرجہا افضل تھی۔ وہ یورپ جو علم و سائنس کا جانی دشمن تھا، جس نے ہر عالم و سائنسدان کا گلا گھونٹنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھا۔ جس نے نجاست و غلاظت کو تقویٰ کا سب سے بڑا معیار سمجھا اور جس نے ہر مدرسہ و مکتب اور دانش گاہ کا گلا پنپنے سے پہلے گھونٹ دیا۔ پھر مغرب کی کتاب دشمنی بھی کسی سے چھپی نہیں تھی۔ یہ محسن انسانیت کا فیضان ہے کہ آج یورپ علم و ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اگر صحابہؓ اور ان کے بعد کے مسلم حکمران یورپ کا رخ نہ کرتے تو آج اقوام عالم میں ان کی کیا حیثیت ہوتی؟ اسی طرح جس نبی نے عیسائیت کو اسلام کے قریب تر قرار دیا آج وہی عیسائی دنیا مسلمانوں اور ان کے مذہبی پیشوا اور شعائر پر حملے کر رہے ہیں۔ کاش! کوئی صلاح الدین ایوبیؒ زندہ ہوتا تو آج عالم عیسائیت یہ جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اے روح محمد ﷺ ہم آپ سے شرمندہ ہیں کہ ہم اُس بد بخت عہد میں سانس لے رہے ہیں جس میں ہماری حیثیت کیڑوں اور حشرات الارض سے بھی بدتر ہے۔ ہم ان طاقتور ظالموں کا کچھ نہیں کر سکتے جنہوں نے آپ کی حرمت پر ہاتھ ڈالا ہے، جنہوں نے حضرت فاطمہ الزہراؓ کے غیرتی باپ کا مذاق اڑایا ہے اور جس نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے شوہر نامدار کی عزت و ناموس پر پھبتیاں کسی ہیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ ہماری کج صفوں میں کوئی بھی غازی علم الدین شہید بچا نہیں۔ ہم صرف گفتار کے غازی ہیں، کردار کے غازی کب کے جنتوں کے مکیں ہوگئے ہیں۔ ہم انگلیاں کٹا کے شہیدوں کے زمرے میں آنا چاہتے ہیں۔ ہم مغرب اور امریکہ کی دوستی پر فخر کرتے ہیں اور محمد عربیؐ کی غلامی پر آج ہم شرمسار ہیں۔ ہم مذہبی "انتہا پسندی" سے برأت کا اعلان کرتے ہیں اور

یورپ کی انتہا پسندانہ سازشوں پر چپ سادھ لیتے ہیں۔ ہم وہ ''دانا'' تاجر ہیں جو شیر کی ایک دن کی زندگی پر گیدڑ کی سوسالہ زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اے روح محمد ﷺ یہ بے عمل راقم بھی آپ سے شرمسار ہے جو اپنے مجروح جذبات اور احتجاج کو صرف اور صرف کاغذ اور قلم کے ذریعے پیش کر رہا ہے۔ ورنہ حالات کا تقاضا تو کچھ اور ہے۔

ے　کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز　　　اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

وفیات:

جانشین شیخ الاسلامؒ و امیر جمعیت علماء ہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی رحلت

مورخہ کو جانشین شیخ الاسلام، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے فرزند اکبر و لائق وفائق جانشین حضرت مولانا اسعد مدنیؒ کی طویل علالت کے بعد رحلت کا المناک واقعہ پیش آیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم بذات خود بڑے باکمال و باوصف انسان تھے اور عمر بھر ان کی مسلمانوں کے لئے مساعی اور شبانہ روز کوششیں تو اظہر من الشمس ہیں اور آپ کی وفات سے جو خلاء عالم اسلام و بالخصوص ہندوستان میں پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے آپ کی ہردلعزیز شخصیت کی ضرورت پہلے سے زیادہ تھی لیکن دست قضاء کا لکھا ٹل نہیں سکتا۔ مولانا مرحوم کی شخصیت کا احترام تو ہر لحاظ سے مسلمانانِ برصغیر پر اس اعتبار سے بھی لازم تھا کہ آپ کی نسبت فخر عرب وعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ تھی۔ حضرت مدنیؒ کا فیضان آج کرۂ ارض اور خصوصاً برصغیر پاک و ہند کے چپے چپے پر نمایاں ہے۔ حضرت مدنیؒ کے خانوادے نے مسلمانوں کیلئے جو علمی اور سیاسی خدمات سرانجام دی ہیں آج اس کی ایک دنیا معترف ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے تحریک آزادی کے روح رواں حضرت مدنیؒ ہی کی سحر انگیز شخصیت تھی۔ آپ کی شبانہ روز کوششوں سے انگریزی استعمار سے برصغیر پاک و ہند کی گلوخلاصی ہوئی۔ اگر تحریک آزادی میں علماء دیوبند اور خصوصا حضرت مدنیؒ کی ولولہ انگیز قیادت نہ ہوتی تو گاندھی اور کانگریس اور دیگر مسلم جماعتوں کی کوششوں میں وہ دَم خَم نہ ہوتا اور نہ آزادی کی منزل اتنی قریب ہوتی۔ حضرت مولانا مدنیؒ کی روحانی وعلمی شخصیت نے دارالعلوم دیوبند کی عظمت و رفعت میں بھی چار چاند لگائے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مولانا اسعد مدنیؒ نے اپنے عظیم والد کی سیاسی وعلمی ورثے کو سنبھالا اور اسے بام عروج تک پہنچایا۔ مولانا ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی بہت زیادہ مقبول اور قابل احترام تھے۔ مولانا مرحوم جب بھی پاکستان اور خصوصاً صوبہ سرحد تشریف لاتے تو ضرور یہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی زیارت کے لئے

آ ئے ۔حضرت دادا جانؒ کو حضرت مدنیؒ کے ساتھ اس قدر عشق ومحبت اور عقیدت تھی کہ وہ بیان سے باہر ہے۔ جب بھی آپ کی آمد کی اطلاع ہوتی تو آپ ان کے استقبال کیلئے باہر سڑک پر ان کا انتظار کرتے (اگر چہ حضرت مولانا اسعد مدنیؒ حضرت مولانا عبدالحقؒ کے دیوبند میں شاگرد رہے تھے) لیکن حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے استاد زادے کا احترام بڑے شایان شان طریقے سے ہمیشہ کرتے اور ان کے لئے خصوصی جبہ اور دیگر تحفے تحائف کا انتظام فرماتے اور وہ دن حضرت دادا جانؒ کے لئے عید کا دن ہوتا جب آپ کی دارالعلوم حقانیہ تشریف آوری ہوتی ۔حضرت مولانا اسعد مدنیؒ نے اس تعلق کو حضرتؒ کی وفات کے بعد بھی نبھایا اور ہمیشہ شفقت فرماتے ہوئے دارالعلوم اور ہمارے غریب خانے پر تشریف لاتے رہے۔آپ آخری مرتبہ دارالعلوم دیوبند کانفرنس کے موقع پر اکوڑہ خٹک تشریف لائے اس موقع پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اور تمام اساتذہ کرام بھی آپ کے ہمراہ تھے۔آپ نے ایوان شریعت میں طلباء سے اصلاحی خطاب فرمایا اور آخر میں والد صاحب مدظلہ کے پرزور اصرار اور درخواست پر ہمارے گھر کے تمام مرد وخواتین کو بیعت کی خصوصی اجازت بھی فرمائی۔ جو ہمارے لئے خوش قسمتی اور سعادت کی علامت ہے۔

خانوادہ مدنیؒ کے ساتھ ہمارے خاندان کا جو تعلق اور عقیدت احترام کا سلسلہ ہے وہ اس بات کا متقاضی تھا کہ مولانا مدنیؒ کی نماز جنازہ میں بھرپور شرکت کی جاتی لیکن بدقسمتی سے آپکی وفات کی اطلاع مغرب کے بعد ہمیں موصول ہوئی۔اور اسلام آباد میں والد صاحب مدظلہ کے پاسپورٹ کی عدم موجودگی کے باعث ہندوستان جانے والے خصوصی وفد میں حضرت والد صاحب مدظلہ تشریف نہ لے جاسکے اور نہ راقم کو چند وجوہ کی بناء پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی ۔یہ وفد ارکان پارلیمنٹ کے علماء حضرات پر مشتمل تھا۔ دارالعلوم حقانیہ اور حضرت واند صاحب مدظلہ کی نمائندگی کے طور پر برادر محترم مولانا حامد الحق، حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب کے ہمراہ ہندوستان تشریف لے گئے۔اور وہاں پر حضرت مولانا ارشد مدنی ، حضرت مولانا محمود مدنی، اور دارالعلوم دیوبند کے مہتمم، اساتذہ ومشائخ سے تعزیت کی۔آج حضرت مولانا مدنیؒ کی وفات پر برصغیر کے تمام اسلامی مراکز و مدارس حزن و یاس میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر مدرسہ اور ہر عالم و فاضل اس کو اپنا خاندانی سانحہ سمجھتا ہے۔ دارالعلوم میں حضرت مولانا مدنیؒ کے لئے خصوصی ختمات قرآن اور دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں بھی خصوصی دعائیں کی گئی۔دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا اسعد مدنیؒ کو ان کی قومی، ملی اور دینی خدمات پر بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہے اور انوادہ مدنیؒ اور درالعلوم دیوبند کے ساتھ اس جانکاہ سانحہ میں ادارے کے تمام افراد دل وجان سے شریک ہیں۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

آہ! حضرت مولانا عبدالرشید ارشدؒ کی جدائی

مولانا عبدالرشید ارشدؒ کی جدائی سے چراغوں کا وہ سلسلہ ختم ہوگیا جو امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ مولانا غلام رسول مہرؒ اور شورش کاشمیریؒ کی پیہم کوششوں سے معرض وجود میں آیا تھا۔ آپ کی شخصیت اور ادبی کارناموں کا کیا کہنا۔ آپ صحت کے لحاظ سے کمزور ونحیف تھے اور بے تحاشہ وسائل اور افرادی قوت بھی آپ کے پاس نہ تھی۔ لیکن عزم واستقلال، جہد مسلسل، محنت اور کام کے نتیجے میں آپ نے ایسے ایسے شاندار علمی وتحقیقی، ادبی کارنامے سرانجام دیئے جو بہت سے علمی اداروں، مدرسوں اور یونیورسٹیوں سے بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ مولانا عبدالرشید ارشدؒ کو مرحوم لکھتے ہوئے اور ان پر تعزیتی کلمات لکھتے ہوئے آج قلم حقیقتاً لرزاں ہے۔ مولانا میرے خصوصی مربی اور مشفق بزرگ تھے۔ مولانا مرحوم ہی کی بدولت مجھے امام الہند حضرت مولانا ابوالکلامؒ کی سحر انگیز شخصیت سے شناسائی ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ''الہلال'' کے عکسی ایڈیشن جو جہازی سائز کے تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کی دوبارہ اشاعت برصغیر میں آپ نے پہلی مرتبہ 80ء کی دہائی میں کی (اور اس کے محرک بقول مولانا مرحوم کے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ تھے) اور پہلی بار پاکستان کے علمی وادبی حلقوں میں ''الہلال'' کی جادوئی آواز سے جدید نسل آشنا ہوئی۔ انہی لوگوں میں سے یہ طفل مکتب بھی تھا۔ جس نے بچپن ہی میں ''الہلال'' کی ورق گردانی جلدوں کے حجم کی وجہ سے تعجباً شروع کی اور یوں مولانا آزادؒ کے قلم اور ہنر سے پہلی بار آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ پھر آہستہ آہستہ جستجو، شوق اور ذوق طلب نے ''غبار خاطر'' کی طلسم رُبا مجلسوں سے بھی واسطہ پیدا کردیا اور رفتہ رفتہ ابوالکلامیت کا رنگ دل ودماغ کی بستیوں کو مہکاتا ہوا چڑھتا ہی گیا۔

پاکستان میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کی مطبوعات کی از سر نو اشاعت اور ترویج کا بیڑہ بھی مولانا عبدالرشد ارشدؒ کے سر تھا۔ (ڈاکٹر ابوسلیمان شاہجہانپوری صاحب کا کردار بھی اس سلسلے میں نہایت ممتاز ہے) فوری طور پر آپ سے رابطہ کیا اور اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں آپ سے بیان کیا۔ ان کے پہلے خط میں اس قدر تشجیع اور اپنائیت تھی اور بہت سے مفید مشورے تھے جن سے میری مولانا آزادؒ اور مولانا مرحوم سے عقیدت اور بھی گہری ہوگئی۔ پھر بعد میں آپ مسلسل زندگی بھر اپنے مشوروں اور تصنیفات سے میرے ادبی ذوق کا سامان فراہم کرتے رہے۔ حتیٰ کہ پھر کئی ماہ وسال مولانا آزادؒ سے اسقدر عشق ہوگیا کہ عشق مجازی کی گرد بھی اُس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اسی کی بدولت راقم علم وادب اور صحافت کے ساتھ نوعمری وطالب علمی میں ہی جُڑ گیا اور آج الحمدللہ عرصہ دس بارہ سال سے لوح وقلم کا یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مولانا عبدالرشید ارشدؒ کا بڑا عمل دخل ہے۔ وہ میرے محسن، مشفق اور بزرگ دوست تھے۔ مولانا مرحوم کیساتھ میری ذہنی وفکری وابستگی اس قدر زیادہ ہوگئی تھی کہ زندگی میں سب سے زیادہ خطوط آپکے نام میں نے ارسال کئے ہیں (حالانکہ خطوط لکھنے کے معاملے میں میرا ہاتھ تقریباً شل ہے)

لاہور جب بھی جانا ہوتا مولانا مرحوم کے مکتبہ پر ضرور حاضری ہوتی۔ وہیں بیٹھ کر مختلف امور و مسائل اور خصوصاً حضرت مولانا ابوالکلامؒ کے متعلق گفتگو ہوتی۔ مولانا مرحوم اس موقع پر راقم کیلئے خصوصاً وائٹ جائینز (... آزادؒ کا پسندیدہ قہوہ) کا انتظام کرتے اور مختلف نئی کتابوں کی فہرستیں بھی دیتے اور کئی بار کتابیں بھی تحفتاً ہدیہ کیں۔ الغرض اخلاص اور شفقت کی آپ ایک یادگار تھے جو نہ رہے۔ مولاناؒ کی شخصیت کا بڑا پہلوان کی تواضع تھی اس کے ساتھ آپ سادگی کے بھی پیکر تھے۔ آخری عمر میں آپ پر تصوف کا غلبہ ہوگیا تھا۔ اور اس سلسلے میں حضرت مولانا نفیس شاہ صاحب مدظلہ کے ساتھ آپ کا بڑا گہرا تعلق قائم ہوگیا تھا۔

مولانا مرحوم کی پیدائش یکم ستمبر 1932 کو جالندھر تحصیل نکودر ہندوستان میں ہوئی۔ اور ابتدائی تعلیم آپ نے رائے پور گوجراں میں حاصل کی۔ پھر تقسیم کے بعد آپ پاکستان منتقل ہو گئے۔ اور مستقل سکونت میاں چنوں ضلع ملتان میں کی۔ سندِ فراغت خیر المدارس ملتان سے حاصل کی۔ پھر آپ 1967ء میں مستقل طور پر لاہور میں آباد ہوگئے۔ اور تادم واپسیں لاہور ہی میں آپ نے سکونت اختیار کی۔ مولانا مرحوم کو اکابرین امت بالخصوص علماء دیوبند اور مرکز رشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ آپ کی عمر بھر کی کاوشوں کا مرکز و محور دارالعلوم دیوبند ہی رہا۔ اور اپنے عشق و محبت کا بھرپور اظہار اپنی تصنیفات و تالیفات کے سلسلے میں آج ہمارے سامنے ہے۔

مولانا مرحوم نے علم و ادب، تحقیق و تصنیف کا کوئی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا۔ مثال کے طور پر سیرت و سوانح، تاریخ، ادب، صحافت وغیرہ وغیرہ الغرض ہر شعبے میں آپ نے فاتحانہ علم گاڑے۔

اور خصوصاً آپ کے بڑے بڑے یادگار کارنامے دارالعلوم دیوبند نمبر، تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، بیس بڑے مسلمان، بیس بڑے مردان حق، مدنی و اقبال نمبر، واردات مشاہدات، دعوت و تبلیغ نمبر، بیس علماء حق، سید ابوالحسن علی ندوی و مولانا محمد یوسف شہید نمبر، نعت نمبر اور حیات مستعار وغیرہ خاصے کی چیز ہیں۔ مولانا مرحوم ماہنامہ ''الرشید'' لاہور کے مدیر اعلیٰ اور روح رواں تھے۔ اس کا آغاز آپ نے 1973ء میں شروع کیا۔ اور خود ہی تقریباً سارا شمارہ لکھتے اور باقی انتظامی امور بھی آپ ہی کے ذمے تھے۔ مولاناؒ کا کام بے شک قابل رشک و قابل صد تحسین ہے، مولانا کی وفات کسی عام انسان یا عام ادیب کی موت نہیں حقیقت میں آپ کی وفات سے علمی و ادبی حلقوں میں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور مکتب دیوبند کا ایک بہت بڑا ستون گر گیا ہے۔ اسی طرح مولانا آزادؒ کا مکتب فکر بھی ویراں ہوگیا ہے اور میں بھی اپنے ایک بہت ہی مخلص و مشفق مربی سے محروم ہوگیا ہوں۔ آپ کا آخری خط کچھ عرصہ قبل موصول ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ میں لاہور آؤں۔ کئی ضروری امور آپ سے بیان کرنے ہیں۔ لیکن میری بدقسمتی تھی کہ لاہور جانا نہ ہوا، اور آج اور کل میں بات رہ گئی۔ اب جبکہ گزشتہ دنوں ایک ہفت وار اخبار دیکھا اور اس میں وفات کی چھوٹی سی خبر پڑھی تو دل و دماغ پر اندھیرا چھا گیا، کہ یا الٰہی یہ کیا ہوگیا۔ مولاناؒ جیسی مشفق شخصیت کا یوں اچانک اٹھ جانا میرے لئے ذاتی طور پر ایک بڑا سانحہ ہے۔ مولاناؒ کو کچھ عرصے سے الزائمر جیسا مہلک اور لاعلاج مرض لاحق ہوگیا تھا۔ آسمان علم و ادب

کے کیسے کیسے روشن آفتاب و مہتاب بحرِ فنا میں غروب ہو گئے۔ اکابرین امت کی ٹھنڈی چھاؤں ہمارے سروں سے رفتہ رفتہ کھسک رہی ہے۔ حزن و یاس کی ایک ماتمی فضا ہے جس میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ علماء جو انبیاء وارثین ہیں، سے زمین خالی ہو رہی ہے۔ شہر لاہور جو علم و ادب کا سرچشمہ تھا آج قحط الرجال کا واویلا کر رہا ہے۔ مسلک دیوبند اور مولانا آزادؒ کا مکتبہ فکر حضرت مولانا عبدالرشید ارشدؒ کی کمی صدیوں تک محسوس کرے گا۔ راقم اور ادارہ مولانا مرحوم کے پسماندگان، متعلقین اور ان کے صاحبزادوں جناب حماد ارشد، جناب سجاد ارشد اور ان کے دیگر عزیز و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔　ع　حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

ملک اور صوبہ سرحد کے نامور سیاسی رہنما خان عبدالولی خان کی وفات

گزشتہ دنوں عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی رہبر انقلاب اور پاکستان کے بزرگ ترین سیاستدان خان عبدالولی خان وفات پا گئے۔ ولی خان بے شک پاکستان کی سیاست میں ایک بڑا نام تھے۔ تحریک آزادی میں ان کے والد خان عبدالغفار خان اور ولی خان کا بڑا کردار رہا ہے۔ ولی خان نے پاکستان میں ہمیشہ اصولوں اور شائستہ روایات کی سیاست کی ہے۔ انہوں نے کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ بلاشبہ ولی خان انتہائی نڈر، بے باک، اور زیرک سیاستدان تھے۔ انہوں نے اپنے نظریات کے تحفظ اور بحالی جمہوریت کی خاطر کافی عرصہ قید و بند میں بھی گزارا۔ آپ اگرچہ بائیں بازو کے سیاستدانوں میں سے تھے۔ دائیں بازو اور خصوصاً علماء حضرات کے طریقہ کار اور افکار و نظریات سے آپ کو شدید اختلاف بھی رہا اور اسی طرح آپ کے نظریات سے ہمیں، مذہبی حلقوں اور محب وطن قوتوں کو بھی اختلاف رہا۔ لیکن دونوں جانب اختلافات کے باوجود باہمی احترام و ادب کا سلسلہ آخر تک قائم رہا۔ آپ کی جماعت صوبہ سرحد میں جمعیت علماء اسلام کی حلیف بھی رہی اور آپ ہی کیلئے حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے سرحد کی وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ بھی دیا تھا۔ اس کے علاوہ 73ء کے آئین کی تیاری میں بھی آپ اکابرین امت مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحقؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ وغیرہ کے ساتھ بھرپور شریکِ کار رہے اور اس کے علاوہ ملک میں آمریت کے خلاف تمام ملی تحریکات میں قائدانہ حصہ لیا۔ ولی خان کو حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ محبت تھی۔ کئی بار دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت شیخ کی نمازِ جنازہ میں تین چار گھنٹے مسلسل دھوپ میں انتظار کرتے رہے اور آپ کی یاد میں بلک بلک کر روتے رہے۔ آپ کی شخصیت سادہ اور متواضع تھی اور آپ کچھ عرصے سے شدید بیمار تھے اور آخر آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی اور مورخہ 26 جنوری کو ملک کے نامور سیاستدان اور صوبہ سرحد اور پختونوں کے حقوق کا دفاع کرنے والا ہمیشہ کے لئے تھک ہار کر سو گیا۔ مرحوم کا جنازہ تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔ حضرت والد صاحب مدظلہ، جمعیت کے ساتھیوں سمیت راقم نے اس میں شرکت کی۔ ادارہ ان کے جانشین جناب سینٹر اسفندیار ولی، بیگم نسیم ولی خان، اور عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماؤں اور کارکنوں کے ساتھ اس غم کے موقع پر تعزیت کرتا ہے۔

درس ترمذی شریف
افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی الصدق والکذب

سچائی (کی تحسین) اور جھوٹ (کی مذمت) کا بیان

حدثنا هناد ثنا ابومعاوية عن الأعمش عن شقيق بن سلمة عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى الى البر، وإن البر يهدى إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عندالله صديقاً وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور، وإن الفجور يهدى إلى النار. وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عندالله كذابا، وفى الباب عن أبى بكر وعمرو عبدالله بن الشخير وابن عمر...... هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سچائی کو تھامے رکھو، کیونکہ سچ بولنا انسان کو بھلائی کی طرف لے جاتا ہے اور بھلائی انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور ایک آدمی ہمیشہ کیلئے سچ بولتا رہتا ہے اور کوشش کیساتھ سچائی کو ڈھونڈھتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صدیق'' (یعنی بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچتے رہو۔ کیونکہ جھوٹ انسان کو (اللہ تعالیٰ) کی نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور (اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی ہمیشہ کیلئے جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے میں کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''کذاب'' (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے اور اس باب میں حضرت ابوبکر، عمر، عبداللہ بن شخیر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایات آئی ہیں۔...... یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

<u>سچ بولنا تمام نیکیوں کی کنجی ہے: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر:</u>

أي الزموا الصدق، یعنی سچائی کا التزام کرو۔ اور سچ بولنا اپنے اوپر لازم کرو۔ کیونکہ سچائی ایک ایسی خصلت ہے کہ یہ انسان کو نیکی اور بھلائی کی طرف لے جاتی ہے، ارشاد ربانی ہے۔ يايها الذين آمنوا اتقوا الله

وقولوا قولاً سدیداً O یصلح لکم أعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم (الآیة) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچ و حق بات کہو تو اللہ تعالیٰ آپکے اعمال کو درست فرماوے گا۔ اور آپکے گناہوں کو بخش دیگا۔ اس آیت کریمہ میں بھی زبان کے درست استعمال کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح اعمال (یعنی دیگر اعمال کی درستگی) اور پھر اس پر گناہوں کی مغفرت کو مرتب کیا گیا ہے جسکا حاصل یہی ہے کہ سچائی انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکیوں کی وجہ سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے جو کہ دخول جنت کا سبب ہے۔

ایک حدیث میں اس قسم کا مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں اسلام قبول کرتا ہوں لیکن میں زنا بھی کرتا ہوں، شراب بھی پیتا ہوں، چوری بھی کرتا ہوں اور جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ اور میں تمام گناہوں کو دفعتاً یکبارگی نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ درجہ بدرجہ ایک ایک گناہ چھوڑتا جاؤں گا۔ پہلے کون سے گناہ کو ترک کردوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو جھوٹ ترک کرنے کا حکم دے دیا۔ اس آدمی نے پورے عزم کے ساتھ جھوٹ کو ترک کردیا، جھوٹ ترک کرنے کی وجہ سے وہ آدمی تمام برائیوں سے چھوٹ گیا اور دوسرے گناہوں سے خود بخود منع ہوگیا۔

<u>مقام صدیقیت: حتی یکتب عند اللہ صدیقا:</u> یعنی جب کوئی آدمی سچ بولنے کو اپنی عادت بنا لیتا ہے اور کوشش کے ساتھ سچ کا طلبگار رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آدمی کو صدیقیت کا تمغہ مل جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صدیق'' لکھ دیا جاتا ہے۔ صدیقیت وہ مقام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم کو عطا فرمایا، وامہ صدیقہ (الآیۃ) اور یا یہ مقام حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے عطا فرمایا۔ اور یا یہ مقام ام المومنین حضرت عائشہؓ کو عطا کیا گیا۔ اور آیت کریمہ ومن یطع اللہ والرسول فأولیک مع الذین أنعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین O اور بعض دوسری آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد صدیقیت کا مقام ہے جو کہ شہادت پر بھی مقدم ہے۔ اور یقیناً قرآن و حدیث میں جن ہستیوں کو صدیقیت کا مقام عطا ہوا ہے، وہ انبیاء تو نہیں ہیں، لیکن انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں پر مقدم اور افضل ترین ضرور ہیں۔ اور ہر نبی صدیق ہوتا ہے لیکن ہر صدیق کا نبی ہونا ضروری نہیں ہے۔ حدثنا یحییٰ بن موسیٰ قال قلت لعبد الرحیم بن ھارون الغسانی حدثکم عبد العزیز ابن ابی دائود عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: اذا کذب العبدُ تباعد عنہ الملک من نتن ماجاء بہ...... قال یحییٰ: فأقر بہ عبد الرحیم بن ھارون وقال نعم۔ ھذا حدیث غریب لانعرفہ إلا من ھذا الوجہ تفرد بہ عبد الرحیم بن ھارون O۔ ترجمہ: یحییٰ بن موسیٰ نے ہمیں بیان کیا ہے کہ میں نے عبدالرحیم بن ھارون غسانی سے پوچھا کہ تم کو عبدالعزیز بن أبی رواد نے نافع سے اور نافع نے حضرت

ابن عمرؓ سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس سے ایک میل کے فاصلے پر دور چلے جاتے ہیں، اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے جو اس نے بولا'' یحیٰ کہتا ہے کہ عبدالرحیم بن ہارون نے اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ''ہاں'' (یعنی ہاں عبدالعزیز بن ابی رواد نے اس سند کے ساتھ ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے) یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے ہیں۔ یہ حدیث عبدالرحیم ھارون کا تفرد ہے...... اس حدیث میں بھی جھوٹ کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ جھوٹ بولنے والے سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں، کیونکہ جھوٹی بات سے ان کو بدبو آتی ہے، اللہ تعالیٰ کے معزز اور نیک مخلوق کراماً کاتبین اور حفظۃ کو اتنی تکلیف دینا کہ وہ اس کو برداشت نہ کر سکے، کتنی بری بات ہے۔ ان سے حیاء کر کے جھوٹ سے باز آنا چاہیے۔

باب ما جاء في الفحش

بدگوئی اور بے حیائی کا بیان

حدثنا محمد بن عبدالأعلى الصنعاني وغير واحد قالوا ثنا عبدالرزاق عن معمر عن ثابت عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ :ماكان الفحش في شئي الاشانه وماكان الحياء في شئي الازانه........ وفي الباب عن عائشة قال ابو عيسىٰ هذا حديث حسن غريب لانعرفه الامن حديث عبدالرزاق.

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے حیائی اور بدگوئی جس چیز میں بھی موجود ہو تو یہ اسے عیب دار بنا دے گی۔ اور حیاء جس چیز میں بھی ہو تو اسے حسین اور مزین بنا دے گی...... اس باب میں حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہے۔ ابو عیسیٰ (امام ترمذیؒ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے حدیث عبدالرزاق کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔

توضیح وتشریح: ماكان الفحش في شئي الخ:

گناہ کا ہر فعل اور قول جس کی قباحت زیادہ اور سخت ہو وہ فحش کہلاتا ہے۔ اور عام طور پر فاحشہ کا اطلاق زنا پر ہوتا ہے۔ حدیث مذکور میں بھی بدگوئی اور بدخلقی مراد ہے۔

في شئي: اس میں مبالغہ ہے یعنی فحش اور بدگوئی اتنی بری چیز ہے کہ اگر فرضاً یہ خصلت کسی شئی اور جماد میں موجود ہو تو اسے بھی عیب دار بنا دے گا اور حیاء اور خوش خلقی اتنی اچھی خصلت ہے کہ اگر یہ کسی جماد میں بھی ہو تو اسے حسین اور خوبصورت بنا دے گا۔ پھر یہ خوش خلقی اور حیاء جب انسان میں آجائے تو اسکے حسن وخوبی کا کیا کہنا ایک حدیث میں آیا ہے کہ: بدترین آدمی وہ ہے جس کی بدخلقی اور بدگوئی سے اپنے آپ کو بچانے کی خاطر لوگ اسے چھوڑ جائیں۔

حدثنا محمود بن غيلان ثنا ابوداؤد انا شعبة عن الاعمش قال: سمعت

أبا وائل یحدث عن مسروق عن عبداللہ بن عمرو قال:قال رسول اللہ ﷺ: خیارکم أحاسنکم اخلاقاً " ولم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفحشا﴾......ھذا حدیث حسن صحیح۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔" تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو تم میں سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں" اور رسول اللہ ﷺ بداخلاقی کے کام اور کلام کرنے والے نہیں تھے اور نہ آپ قصداً وتکلفاً بداخلاقی کرتے تھے.........یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فاحشا و لا متفحشا: فاحش: وہ آدمی جس کے افعال واقوال میں عادتی طور پر بدخلقی اور بے حیائی موجود ہو۔اور بلاتکلف اس سے قبیح افعال واقوال صادر ہوتے ہوں۔اور متفحش وہ ہوتا ہے جس کی عادت تو بدخلقی اور بے حیائی کرنے کی نہ ہو لیکن قصداً اور تکلفاً بدخلقی کرتا ہو۔حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر قسم کی بدخلقی سے پاک تھے۔

باب ما جاء فی اللعنة

لعنت کا بیان

حدثنا محمد بن المثنی ثنا عبدالرحمان بن مھدی ثنا ھشام عن قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللہ ﷺ: لا تلاعنوا بلعنة اللہ ولا بغضبه ولا بالنار‘ وفی الباب عن ابن عباس وأبی ھریرة وابن عمر وعمران بن حصین ۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ تم ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی لعنت کی بددعا نہ کرو اور نہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ اور نہ آگ کے ساتھ۔..........اور اس باب میں حضرت ابن عباس‘ حضرت ابوہریرہ‘ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات آئی ہیں۔......یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح: ابواب البر والصلة میں تمام معروفات اور نیکیوں کی تحسین اور تمام منکرات اور قبائح کی مذمت ہو رہی ہے۔ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا بھی ایک منکر اور قبیح فعل ہے۔اس باب میں لعنت اور اس کے مترادف الفاظ کے ساتھ بددعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔لعن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بُعد (دوری) کو کہا جاتا ہے۔تو کسی پر لعنت بھیجنے والا گویا یہ بددعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور رکھے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی وسیع ہے‘ تمام چیزوں پر حاوی ہے۔مسلمان‘ کافر‘ نصرانی اور یہودی سب کو شامل ہے۔وسعت رحمتی کل شئی۔ (الایة) البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت مسلمانوں کے لئے خاص ہے۔کفار ومشرکین کے لئے نہیں ہے۔تاہم کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ کسی معین شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بددعا کرے کیونکہ جس طرح مچھلیوں کی زندگی

کے لئے پانی ضروری ہے اور پانی کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتیں اور بَری مخلوقات کی زندگی کے لئے ہوا ضروری ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام مخلوق کے لئے ضروری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کسی پر بند کرنا بڑی شقاوت اور تنگ دلی ہے۔ اور اس مخلوق کے ساتھ ظلم ہے۔ البتہ کسی عام وصف کے ساتھ لعنت بھیجنا جائز ہے۔ مثلاً لعنۃ اللہ علی الکاذبین، لعنۃ اللہ علی الکافرین۔

لاتلاعنوا بلعنۃ اللہ: تلاعن باب تفاعل ہے اس میں جانبین سے شرکت ہوتی ہے یعنی ایک دوسرے پر لعنت نہ بھیجو۔ تلاعن اس بناء پر کہا گیا ہے کہ ایک آدمی جب دوسرے پر لعنت کہتا ہے تو جواب میں دوسرا آدمی بھی اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ یا اس بناء پر کہا گیا ہے کہ جس پر لعنت بھیجی گئی ہے اگر وہ آدمی اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو خود بخود یہ لعنت کہنے والے پر واپس ہو جاتی ہے تو معنوی لحاظ سے تلاعن اور تشارک موجود ہوا، لیکن درحقیقت مراد اس سے یہ ہے کہ کسی مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نہ بھیجو۔ مثلاً یہ کہو کہ علیک لعنۃ اللہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس قسم کی بددعا سے منع کرنا مقصود ہے۔

ولابغضبہ: اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی کسی کو بددعا نہ دو۔ یعنی کسی سے یہ نہ کہو کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔

ولابالنار: اور آگ کے ساتھ بھی بددعا نہ دو۔ یعنی ایسا نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے آگ میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں ڈال دے وغیرہ۔

حاصل یہ کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بددعا کرنا ممنوع ہے۔ خواہ صراحۃً لفظ لعنت کے ساتھ ہو یا اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ سے ہو۔

حدثنا محمد بن یحیی الازدی البصری ثنا محمد بن سابق عن اسرائیل عن الأعمش عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش والبذی ھذا حدیث حسن غریب وقدروی عن عبداللہ من غیر ھذا الوجہ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن، لوگوں کی عیب جوئی کرنا والا، لعنت بھیجنے والا، بے حیائی کرنے والا، بدگوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث حضرت عبداللہؓ سے اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق سے بھی روایت کی گئی ہے۔

توضیح وتشریح: لیس المومن بالطعان:

مؤمن طعن کرنے والا نہیں ہوتا۔ طعن دراصل نیزہ مارنے کے معنی میں آتا ہے۔ جس طرح کسی کو نیزہ سے مار کر مجروح کیا جاتا ہے، اسی طرح کسی پر عیب لگانا بھی، اس کی عزت وآبرو کو مجروح کرنا ہے۔ اور اس کے دل کو ایسا زخم لگانا ہے کہ وہ کبھی مندمل نہیں ہوتا۔

جراحات السنان لها التیام ولایلتام ماجرح اللسان

ولا الفاحش ولا البذی: اور مومن بے حیائی کرنے والا اور بدزبان (بے ہودہ گو) نہیں ہوتا۔

فاحش: فحش کام کرنے اور فحش بات کہنے والا۔ قبیح کام کرنے اور قبیح بات کہنے کو فحش کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہاں فحش سے ایسی گالی دینا مراد ہے جس کو ذکر کرنے کو قبیح سمجھا جاتا ہے۔ اور بذی فحش فی القول کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی بے ہودہ اور قبیح باتیں کرنے والا۔ مثلاً گالی دینا۔ جھوٹ بولنا، غیر سنجیدہ خرافات بکنا۔

اس اعتبار سے یہ تخصیص بعد التعمیم ہوگا۔ یعنی فحش قبیح فعل اور قبیح بات دونوں کو عام ہے، اور بذاء فحش فی القول کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی مزید تاکید کے لئے فحش فی القول کی مذمت اور برائی کو علیحدہ لفظ کے ساتھ دوبارہ واضح کردیا۔ لہٰذا تکرار بلا فائدہ نہیں ہے اور اگر فاحش کو فحش فی الفعل کے ساتھ خاص کیا جاوے۔ تو بذاء سے فحش فی القول مراد ہے تو اس صورت میں تکرار نہیں آئے گا۔ حدثنا زید بن أخذم الطائی البصری ثنا بشر بن عمر ثنا أبان بن یزید عن قتادة عن أبی العالیه عن ابن عباسؓ، أن رجلاً لعن الریح عند النبی ﷺ فقال: لا تلعن الریح فانها مامورة۔ وانه من لعن شیئاً لیس له باهل رجعت اللعنة علیه۔ هذا حدیث حسن غریب لا نعلم أحداً اسنده غیر بشر بن عمر...... (ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے آندھی پر لعنت کہی۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ ''آندھی پر لعنت مت کہو کیونکہ وہ تو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) مامور ہے اور بات یہ ہے کہ جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجے جو اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو یہ لعنت اس (لعنت بھیجنے والے) پر واپس ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے، ہمیں بشر بن عمر کے علاوہ کوئی بھی (محدث) معلوم نہیں جس نے اسے مسند کیا ہو۔

توضیح وتشریح: اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ آندھی وغیرہ کی وجہ سے مثلاً کوئی تکلیف پہنچے تو آندھی پر لعنت نہ کہو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ لہٰذا وہ مستحق لعن نہیں ہے۔ اسی طرح ہواؤں، موسموں، گرمی اور سردی وغیرہ سماوی تغیرات وتبدلات کو گالی دینا، یا ان پر لعنت کہنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ بڑا جرم اور گناہ ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتی ہیں۔

رجعت اللعنة علیه: جب کوئی آدمی کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجے جو اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو یہ لعنت واپس اس لعنت کہنے والے پر آپڑتی ہے۔ یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں جس پر لعنت بھیجوں تو وہ ضرور اس پر جا لگے گی، بلکہ جس پر لعنت بھیجی گئی ہے اگر وہ اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو اس کو اپنے کہنے والے کا راستہ معلوم ہے، وہ اسی راستہ پر واپس آکر کہنے والے پر نازل ہوتی ہے لہٰذا دوسروں پر لعنت بھیجنے والے کو پہلے اپنی فکر کرنی چاہیے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ایمان اور عمل صالح کا تلازم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ۔ وعدالله الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم و لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم و لیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیأ ومن کفر بعد ذالک، فاولئک هم الفاسقون۔ (سورۃ نور آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کرلیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کر دیا جمادیں گے۔ اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بعثت کے وقت جزیرۃ العرب کے باسیوں کی جو دینی، اخلاقی اور معاشرتی کیفیت تھی اس کی ایک مختصر سی جھلک آپ حضرات کو گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں بیان کر دیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ ذلت، پستی، کفر و شرک اور بد اعمالیوں کے آخری حدود کو کراس کر چکے تھے۔ آفتاب نبوت ﷺ کے ورود اور ان کے اسلام کے آفاقی عقائد کو پیش کرنے اور ان پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اس بدی سے بھرپور معاشرہ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اسلام کے پاکیزہ احکامات پر عمل پیرا ہونے سے ان کا ایسا تزکیۂ نفوس ہوا کہ معمولی سے فائدہ کے حصول کے لئے اپنے قریب سے قریب تر عزیز کو قتل کرنے والے لوگ اور صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ دشمنیوں میں پلنے والے لوگ اب دوسرے مسلمان کے راہ میں اپنا تمام اثاثہ و مال و متاع نچھاور کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے میں مگن رہتے۔ دنیاوی مال و دولت کی ان کی نظروں میں حیثیت اور اہمیت ہی نہ رہی۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا واقعہ: ایک غزوہ کے موقع پر آنحضرتؐ نے صحابہ کرام سے چندہ دینے کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سامان اکٹھا کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور حضرت عمرؓ نے گھر کا آدھا سامان پیش کیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مجلس نبوی ﷺ میں تشریف لائے تو حضور اقدس ﷺ نے پوچھا ابوبکر گھر میں اپنے بچوں اور اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ گھر میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں ابوبکرؓ پر کبھی بھی سبقت نہیں لے سکوں گا حالانکہ اس بار حضرت عمرؓ کے دل میں خیال تھا کہ میں اس کار خیر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سبقت حاصل کروں گا۔ اسلام کی تعلیمات نے ان پر اتنا اثر کیا تھا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے علاوہ کفار کے ساتھ بھی مثالی سلوک کرتے تھے، حالانکہ وہ کفار ان کے ساتھ حالت حرب میں تھے، مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے کے ساتھ

ساتھ وہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے تھے۔لیکن جب کفار کسی لڑائی میں قید ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آجاتے تو مسلمانوں کا حسن سلوک ان کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا۔

غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک: اسلام کے پہلے معرکہ بدر میں جب 70 افراد دشمنوں کے مسلمانوں کے قبضے میں آئے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک ایسا رہا جس کا اعتراف وہ قیدی خود کر چکے ہیں۔مجمع الزوائد میں یہ واقعہ ذکر ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے عینی بھائی ابوعزیز بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں بھی جنگ بدر کے اسیران میں سے تھا' میں انصار کے جس گھر میں قید تھا ان گھر والوں کا یہ حال تھا کہ صبح وشام جو تھوڑی بہت روٹی پکتی تھی وہ مجھے کھلاتے تھے۔اور خود کھجور پر گزارا کرتے تھے۔میں شرما جاتا' اور اصرار کرتا کہ روٹی آپ کھائیں مگر وہ انکار کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو قیدیوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیا ہے۔اسلام کے ان نورانی تعلیمات سے منور حضرات کا اس طرح کرنے سے ایک ہی مطمح نظر تھا کہ فرمودات الٰہی کو زندگی کا لائحہ عمل بنا کر صرف وہی عمل کرنا ہے جس میں ربّ کائنات اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا اور خوشنودی ہو۔لاکھوں روپے اللہ کی راہ میں غریبوں اور حاجت مندوں پر لٹانا ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔

انصار مدینہ کی بے مثال قربانی: مکہ مکرمہ میں جب صحابہ کرامؓ اور آنحضرت ﷺ کفار کے مظالم اور ان کے جبر وستم سے نالاں ہوئے تو باذن خداوندی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔جب آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام مدینہ منورہ پہنچے تو انصار مدینہ نے مہاجرین کی جو جان توڑ خدمت کر کے اپنی جان ومال محبت اور خلوص کے ساتھ ان مہاجرین پر نچھاور کی قیامت تک دنیا ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ان کی ایثار اور قربانی کا یہ عالم تھا اگر کسی انصاری صحابی کی دو بیویاں تھیں تو اپنے مہاجر بھائی کو کہا کہ تم ان دونوں میں سے ایک کو پسند کرو میں اس کو طلاق دے کر اپنے سے الگ کر دوں گا عدت گزرنے پر تم اس سے نکاح کر لینا۔اپنی جائیداد اور سرمایہ اس کے ساتھ تقسیم کرنے کی پیشکش کی مگر غیرت وحیا کے پیکر مہاجر صحابہ کرامؓ نے صرف ان سے بازار کا راستہ بتانے کو کہا اس بے مثال قربانی اور ایثار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان جانثار خدا اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں مگن حضرات کی قرآن پاک میں قیامت تک تعریف اور توصیف فرمائی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والذین اٰمنوا وھاجروا وجٰھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنون حقاً لھم مغفرۃ ورزق کریم۔(سورۃ انفال)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کو رہنے کیلئے جگہ دی اور انہوں نے انکی مدد کی یہی لوگ ایمان والے ہیں ان کیلئے بڑی مغفرت ہے اور باعزت روزی ہے۔

اور لسان رسالت مآب ﷺ سے ان کے حق میں ایسی دعا نکلی کہ انسان انگشت بدندان رہ جاتا ہے، صحیح مسلم شریف میں حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللھم اغفر للانصار و ابناء الانصار و ابناء ابناء الانصار اہ

کہ اے اللہ تو انصار کی مغفرت فرما، ان کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔بظاہر تو یہ صرف تین پشتوں کے لئے ہے مگر اس میں یہ بعید نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹوں اور پوتوں سے قیامت تک ان کے آنے والے اولاد مراد لی ہو اور ان کے لئے یہ رحمت بھری دعا فرمائی ہو۔مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت کا مسلمان صرف نام کا مسلمان رہا ہے اس میں نہ ایثار کا جذبہ ہے اور نہ غریب پروری کا اور نہ اللہ کے نام پر دینے کا ہے، صرف دنیاوی متاع

کے جمع کرنے کی ہوس ہے۔............محترم حضرات! دنیا کے اس تمام سیم وزر، جائیداد، فیکٹریوں، کارخانوں، ہوائی اور بحری جہازوں، اقتدار اور عہدوں کو قرآن نے متاع فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ: کل متاع الدنیا غرور والأخرة لكن اتقى (الایۃ) آپ جانتے ہیں کہ متاع عربی لغت میں کسے کہتے ہیں۔ عربی میں متاع، کپڑے وغیرہ کے اس ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جس سے برتن صاف کئے جاتے ہیں۔ ایک مشہور لغوی امام تھے وہ فرماتے ہیں مجھے متاع کا معنی سمجھ میں نہیں آرہا تھا تو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے میں شہر سے دیہات کی طرف گیا۔ وہاں ایک بچی برتن دھورہی تھی اتنے میں ایک کتا آیا اور برتن کی صفائی کا وہ کپڑا لے کر پہاڑی کی طرف بھاگا تو اس بچی نے اپنی والدہ کو آوازہ دے کر کہا یا اُمّاہ جاء الكلب واخذ المتاع وفرّ الى الجبل، اے میری ماں کتا آیا اور متاع لے کر پہاڑی کی طرف بھاگ گیا۔ تو میں سمجھ گیا کہ متاع اتنی بے کار چیز کو کہا جاتا ہے تو میرے بھائیو دیکھو قرآن پاک نے دنیا کی جملہ ساز وسامان اور جاہ وحشمت کو متاع کہا اور آج کل کا انسان اس متاع کے پیچھے ایسے لگا ہوا ہے کہ اس کو نہ آخرت کی فکر ہے اور نہ خدا کا خوف۔

انسان کے خون کی اہمیت: وہ معاشرہ جس میں خون انسان کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی، معمولی معمولی بات پر مرد وزن کو قتل کرنا ان کا قابل فخر کارنامہ ہوتا۔ اسلام کے زرین اصول وتعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے بعد نہ صرف ان کی نظر میں مسلمانوں کی جان کی عظمت پیدا ہوئی بلکہ بلاوجہ کفار کا خون بہانے سے بھی احتراز کرتے، یہی اسلام کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کا پیغام ہی ابدی اور عالمگیر امن وسلامتی پر مشتمل تعلیمات ہیں۔

محسن انسانیت صلعم کا حالت جنگ میں انسانی خون کے بے جا ضائع کرنے سے بچنے کی تلقین واضح ثبوت ہے کہ اسلام اور رحمت عالمؐ کے نزدیک انسانی جان کی کتنی قدر وقیمت ہے۔ عن انس ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال انطلقوا بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله لاتقتلوا شيخا فانياً ولا طفلاً صغيرا ولا امراة ولاتغلوا وضموا غنائمكم واصلحوا واحسنوا فان الله يحب المحسنين (ابوداؤد) ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جہاد کو روانہ ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجاہدین) کو یہ احکامات وہدایات دیں کہ اللہ کا نام لے کر روانہ ہوجاؤ۔ اللہ کی امداد، تعاون اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر (قائم رہ کر) یہاں سے روانہ ہوجاؤ (یاد رہے) کہ جہاد کے دوران شیخ فانی کو قتل نہ کرو، نابالغ بچے اور عورت کو بھی قتل نہ کرنا۔ مال غنیمت میں خیانت بھی نہ کرو۔ مال غنیمت کو جمع کرنا آپس میں صلح صفائی سے رہنا اللہ تعالیٰ نیکی اور پارسائی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ ....رسالت مآب صلعم کے اس واضح ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک کوئی غیر مسلم مسلمان کو نقصان پہونچانے کے درپے نہ ہو بلاوجہ اس کے خون بہانے سے احتراز کیا جائے۔ مسلمان آپس میں اس طرح شیر وشکر ہوکر حضورؐ کے اس ارشاد کا مصداق بن گئے کہ المسلم اخو المسلم فلا يخونه ولايكذبه ولايخذله۔ ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس سے خیانت کرسکتا ہے نہ مسلمان مسلمان سے جھوٹ بول سکتا ہے۔ نہ اسے ذلیل وخوار کرتا ہے۔'' الغرض اسلام کے آفاقی تعلیمات کی بدولت مسلمان ایک دوسرے سے ایسے مربوط ومتصل ہوئے کہ پورا معاشرہ جسد واحد کی حیثیت سے اگر مغرب میں رہنے والے مسلمان کو مشرق میں رہنے والے مسلم کی مصیبت کا معلوم ہوجاتا تو جب تک مصیبت زدہ مسلمان کو راحت میسر نہ ہوتی بے چین رہتا۔

باری تعالیٰ ہم اور آپ سب کو اسلام کے نورانی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں۔

مرتبین: محمد فیروزالدین شاہ کھگہ *
حافظ محمد سمیع اللہ فراز **

اکیسویں صدی کا امریکی قرآن......تنقیدی جائزہ

چونکہ قرآن کریم اسلامی تشریع کا اولین سرچشمہ ہے جو ہر قسم کی تحریف و آمیزش سے پاک ہے اس کے برعکس یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تورات وانجیل اپنی اصلی حیثیت کو برقرار نہ رکھتے ہوئے بے شمار تحریفات کا شکار ہوئی ہیں۔غالباً اسی وجہ سے مستشرقین نے قرآنی نص کو اپنا موضوع بحث بناتے ہوئے اس کو محرّف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔دراصل استشراقی فکر کا محور یہ ہے کہ جس طرح تورات وانجیل اپنی حیثیت کھوبیٹھی ہیں اوران کے کئی version منظرعام پرآچکے ہیں، مسلمانوں کے قرآن کو بھی اسی مقام پرلا کھڑا کیا جائے۔چنانچہ آرتھر جیفری لکھتا ہے:

"It is sometimes said that christinanity could exist without the New Testament, but Islam certainly could not exist withour the Quran".(1)

یعنی'' New Testamnet کے بغیر عیسائیت اپنا وجود باقی رکھ سکتی ہے لیکن قرآن کے بغیر اسلام باقی نہیں رہ سکتا''۔(2)

قرآن مجید کے ساتھ مسلمانوں کی عدیم المثال وابستگی اوراس دنیا پراس کے حیرت انگیز اثرات کے مستشرقین بھی معترف ہیں۔مارگولیتھ کے الفاظ ہیں:

"The Quran admittedly occupies an important position among the great religious books of the world.... it yields to hardly any in the wonderful effect which it has produced on large masses of men".(3)

اہل مغرب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ جب تک مسلمان کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ پختہ ہے تب تک اسلامی اقدار کو منہدم کرنا مشکل تر ہے' چنانچہ راستے کے اس بھاری پتھر کو صاف کرنے کے لئے قرآن مجید پر اعتراضات کا ایک سلسلہ قائم ہے' سینئر برطانوی وزیر گولڈسٹون نے پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں قرآن مجید ہاتھ میں بلند کرتے ہوئے کہا تھا'' تین چیزوں کی موجودگی میں ہم اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے: نماز جمعہ' حج اور یہ کتاب''!(4)

* لیکچرار علوم اسلامیہ: نیشنل یونیورسٹی (FAST) لاہور' پریذیڈنٹ: ریسرچ کونسل فار قرآنک سائنسز (RCQS) پاکستان۔
** لیکچرار علوم اسلامیہ: ورچوئل یونیورسٹی آف پاکستان' ڈائریکٹر: ریسرچ کونسل فار قرآنک سائنسز (RCQS) پاکستان۔

کچھ عرصہ قبل امریکہ سے 'الفرقان الحق' نامی ایک کتاب شائع ہوئی جس کو 'اکیسویں صدی کا قرآن' قرار دیا گیا ہے اوراس کی نشر و اشاعت پوری تندہی کے ساتھ تاحال جاری ہے۔ اس مقالہ کا مقصد دنیا کو مغرب اور مستشرقین کا وہ متعصبانہ رویہ دکھانا ہے۔ جو وہ مسلم امہ اور مسلمانوں کے بنیادی ورثہ کے ساتھ روا رکھے ہوئے ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ عہد طالبان میں دو پتھر کے مجسموں کے ٹوٹنے پر دنیا کا حیرتناک اور شدید ردعمل دیکھنے کو ملتا ہے لیکن مسلمانوں کے دستور زندگی اور تعلیمات وعقائد کے مرکز قرآن مجید کا جب مذاق اڑایا جائے تو عالمی حقوق کی کسی تنظیم کی طرف سے کوئی مذمتی بیان جاری نہیں ہوتا۔

مغرب سے متاثر وہ افراد جو اسلام کے متعلق تعلیمات کے حصول کے لئے مستشرقین کے بظاہر سائنٹیفک مگر بباطن غیر حقیقی مواد پر مشتمل مقالات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ بہت جلد شکوک وشبہات کی گھاٹیوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ نوجوان نسل، جو پہلے ہی مادی دلکشیوں کے سبب دائرہ مذہب سے فرار کی خواہاں ہے، اس کے لئے ایک چھوٹی سی آواز بھی راہ راست سے بھٹکانے کے لئے کافی ہے۔ ایسے حالات میں اس ضرورت کا شدید احساس ہوتا ہے کہ ہم کسی منظّم شکل میں مسلسل جدو جہد کرتے ہوئے مستشرقین اور اہل مغرب کے متعصب افراد کی آوازوں کا قوی اور مسکت جواب دیں۔ قارئین کرام کے لئے حالیہ امریکی قرآن کی اصلیت اور اس کے پس پردہ چشم کشا صیہونی مقاصد کا تعارف پیش خدمت ہے:

'الفرقان الحق' نامی امریکی قرآن کے مؤلف کا تعارف:

'الفرقان الحق' نامی امریکی قرآن کا مصنف ڈاکٹر انیس شوروش (Anis Shorrosh) ہے جو خود کو 'الصفی' 'المہدی' اور 'مہدی منتظر' جیسے القاب سے ملقب کرتا ہے۔ انیس شوروش کا اصل نام پہلی مرتبہ Amizon نامی انٹرنیٹ سائٹ پر دیکھا گیا۔[5]

انیس شوروش فلسطین میں پیدا ہوا یعنی یہ اصلاً فلسطینی عربی ہے۔ اُردن کے میسپی کالج (Mississppi College) میں تعلیم حاصل کی۔ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے سے قبل Orleans Baptist New Theological Seminary ادارہ میں پڑھاتا رہا اور دو مرتبہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری بالترتیب Institute of International luther Rice اور Seminory Ministory Dayton Tennessee کی یونیورسٹیوں سے حاصل کیں۔ یہودیوں کے ساتھ مقبوضہ ارضِ مقدس میں کام کرتا رہا۔ مزید براں 1959 تا 1966ء تک یروشلم کے کنیسا میں بھی خدمات انجام دیں۔ امریکہ اور اسرائیل کے مابین 40 سال تک Clorgyman یعنی پادری سفارتکار کے طور پر جبکہ افریقہ، کینیا، کیپ ٹاؤن، ڈربن، جوہانسبرگ وغیرہ میں بطور عیسائی مبلغ کام کیا۔ 1955ء میں نیوزی لینڈ سے انگلینڈ منتقل ہوا اور بعد ازاں پرتگال میں رہائش پذیر رہا۔[6]

مشہور اسلامی مفکر و سکالر احمد دیدات ؒ نے اس کے ساتھ دو مناظرے بھی کئے۔ پہلی مرتبہ 1980ء کو لندن میں ''کیا عیسیٰ خدا ہے؟'' کے موضوع پر پانچ ہزار افراد کی موجودگی میں جبکہ دوسری مرتبہ برمنگھم میں ''قرآن و انجیل ___ کلام اللہ کیا ہے؟'' کے عنوان پر بارہ ہزار افراد کے اجتماع میں مناظرہ ہوا۔

انیس شوروش نے مذکورہ بالا مناظروں کے بعد ایک کتاب An Islamic Revealed, Christian Arabic Veiws of Islam تالیف کی اور اس کتاب کے متعلق کہا کہ یہ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرنے کے لئے کافی ہے کہ اسلام غلط عقائد پر مشتمل دہشت گردی کا دین ہے جو لوگوں کو جھگڑے، قتال اور خون بہانے کی طرف مدعو کرتا ہے کیونکہ اس کا اولین مصدر یہی قرآن ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قرآن کو 'الفرقان الحق' سے بدل لیں[7] شوروش کے الفاظ ہیں کہ

"قرآنی أجود 'كتبته بالعربية الجيدة و ترجم الى اللغة الانجليزية الجيدة" [8]

انیس شوروش کی اسلام اور مسلم دشمنی اس وقت کھل کر سامنے آئی جب اس نے نائن الیون کے دو دن بعد امریکی ریاست ہیوسٹن کی یونیورسٹی میں بغض و عناد سے بھرپور لیکچر دیا جس میں اس نے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر زور دیا۔ شوروش کے الفاظ میں چونکہ دین اسلام دہشت گردی اور خون بہانے کا دین ہے۔ اور اس وقت دہشت گردی کا اولین مصدر قرآن ہے لہذا ضروری ہے کہ اس قرآن کو ختم کر دیا جائے تاکہ دہشت گردی ختم ہو سکے۔ مزید برآں امریکی حکومت پر زور دیا کہ وہ مسلمانوں کو امریکہ سے نکال دے اور تمام مسلمانوں کو مشرقِ وسطیٰ کے علاقہ میں جمع کرنے کے بعد ان کو ہائیڈروجن بم سے اڑا دے بعد ازاں اسلام اور مسلمانوں کی ہلاکت کے لئے خصوصی سروس کا اہتمام کیا۔ شوروش کا یہ لیکچر بد کلامی اور اسلام کے خلاف گالی گلوچ سے اس قدر پر تھا کہ یونیورسٹی کے رئیس اگلے روز اس سے معذرت کرنا پڑی[9]

شوروش نے میڈیا کو اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کا بنیادی ذریعہ بنایا حتیٰ کہ انڈونیشیاء کے مشہور ٹی وی چینلز کو خریدنے کے بعد ان کی نگرانی انڈونیشائی عیسائیوں کے سپرد کر دی۔ [10]

شوروش اپنی کتاب 'الفرقان الحق' میں قارئین کی حمایت حاصل کرنے کے لئے خود کو ایک مظلوم خاندان کا فرد ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''اس کے والد اور چچازاد کی اسرائیل میں مسلمانوں کے ہاتھوں ہلاکت نے اس کو 1976ء میں اردن کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا'' [11]

وہ مسلمانوں کو "I sincerely love all the Muslims" کے الفاظ کے ساتھ جھانسہ دینے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ 'الفرقان الحق' کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مسلمانوں سے محبت اور ان کے فائدے کی خاطر اس کتاب کو اپنی سابقہ کتاب ''کشف حقیقۃ الاسلام'' کے تتمہ کے طور پر شائع کر رہا ہوں۔ اسرائیلی تھنک ٹینک

نے شوروش کا مقالہ "الاسلام یستھدف امریکا فی مخطط یمتد عشرین عاما" بھی شائع کیا ہے۔ اس مقالہ میں اپنی کتاب 'الفرقان الحق' کی اہمیت اس طرح بیان کی ہے کہ ''۔۔۔ تاکہ مسلمانوں کے قرآن کو ہر لحاظ سے چیلنج کیا جا سکے۔ اس کے جوہر، اسلوب، لغت اور مشتملات ومحتویات غرض ہر لحاظ سے اسلامی قرآن کے مقابل یہی کتاب ہے'' (۱۲)

اس کے خیال میں مسلمانوں نے 2020ء تک امریکہ کی فتح کے لئے جامع منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب مسلمانوں کا یہ منصوبہ کہ جب امریکی سکون کی نیند سو رہے تھے' اچانک 11 ستمبر کا واقعہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاورز پر حملہ کی صورت میں رونما ہوا۔

شوروش اپنے تعارف میں مزید لکھتا ہے کہ وہ آکسفورڈ یونیورسٹی کی سٹڈی کونسل کا ممبر بھی رہا اور 76 سے زائد ممالک کے دورے بھی کئے۔ وہ غیر مسلم حلقوں میں حقیقت اسلام کو منکشف کرنے کا متخصص Specialist قلمکار مانا جاتا ہے۔ شوروش کے خیال میں قرآن انسانیت کو 1400 سو برس سے چیلنج کر رہا ہے۔ کہ کوئی انسان اس جیسی کتاب تالیف کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا جو زمانہ کے مناسب حال اور تورات وانجیل کے مابین جمع وتطبیق کرتی ہو اور ادیان ثلاثہ یعنی عیسائیت' یہودیت اور اسلام کی تعلیمات کی جامع تفسیر ہو لیکن 'الفرقان الحق' نے قرآن اور مسلمانوں کے اس مقولے اور چیلنج کو باطل کر دیا ہے' اس کے مطابق مسلمانوں کے نبی محمد (ﷺ) پر قرآن تئیس (۲۳) سال اترتا رہا۔ لیکن میں نئے قرآن کو جاری کرنے میں سات سال سے زیادہ مستغرق نہیں رہا۔ یہ عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں مرقوم ہے جس پر 1999ء سے عمل شروع ہے۔ وہ مسلمانوں کے قرآن سے 'الفرقان الحق' کا موازنہ کرتے ہوئے اسلامی قرآن میں 100 سے زائد قواعد نحو ولغت کی غلطیوں کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کو چند مبہم اور غیر واضح نکات پر مشتمل ایک دستاویز سے زیادہ سمجھنے کو تیار نظر نہیں آتا۔ اس کے برعکس اپنے خود ساختہ کلام کو واضح اور تفصیلی جزئیات کے ساتھ مالا مال ہونے کا دعویدار ہے (۱۳)۔ آمدہ سطور میں 'الفرقان الحق' کا تعارف اور اس کی سورتوں اور ان کے مرکزی مضامین کی فہرست پیش کرتے ہیں:

'الفرقان الحق' کا جائزہ (۱۴)

نام	الفرقان الحق
صفحات کی تعداد	۳۶۶
صفحہ سائز	15 x 20 سم
سورتوں کی تعداد	مقدمہ، بسملہ اور خاتمہ کے علاوہ 77 سورتیں۔

اس متعفن تصنیف کی ہر سورۃ کی آیات کی تعداد ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے برابر ہے جبکہ ہر سورۃ کو بتکلف

ٹھونس ٹھانس کر بھر دیا گیا ہے۔ ذیل میں 'الفرقان الحق' کے مشتملات ذکر کئے جاتے ہیں:

سورۃ نمبر	نام سورۃ	تعداد آیات	مرکزی مضمون
	البسملة	۷	تثلیث
۱۔	الفاتحه	۷	عظمت فرقان
۲۔	المحبه	۱۰	سلامتی کی دعوت
۳۔	النور	۷	عظمت فرقان اور اس پر ایمان کی دعوت
۴۔	السلام	۱۵	اشاعت اسلام بذریعہ تلوار، مشنری تبلیغ
۵۔	الایمان	۸	تحریف انجیل کے متعلق اسلامی تصور
۶۔	الحق	۱۰	عظمت فرقان اور رسالت کا انکار
۷۔	التوحید	۱۴	عقیدہ تثلیث کی دعوت
۸۔	المسیح	۲۷	انجیل کی صحت
۹۔	الصلب	۱۷	صلب مسیح کا اثبات
۱۰۔	الروح	۷	مسلمانوں کے نظریہ شہادت و جنت کا تمسخر
۱۱۔	الفرقان الحق	۲۷	عظمت فرقان و انجیل
۱۲۔	الثالوث	۳۱	تثلیث، اسماء حسنیٰ کا انکار
۱۳۔	الموعظة	۷	ترک جہاد اور رسول اللہ ﷺ کی کردار کشی
۱۴۔	الحواریون	۱۴	عیسائیت کی تبلیغ اور آپ کی کردار کشی
۱۵۔	الاعجاز	۱۳	آپؐ کی کردار کشی
۱۶۔	القدر	۱۱	عظمتِ فرقان اور 'لا نبی بعد عیسیٰ' کا اثبات
۱۷۔	المارقین	۱۵	مسلمانوں کی کردار کشی
۱۸۔	الاضحی	۱۰	عیسائیت کی تبلیغ اور اسلامی فلسفہ قربانی کا تمسخر
۱۹۔	الاساطیر	۲	آپؐ اور مسلمانوں کا تمسخر
۲۰۔	الجنة	۱۵	جنت کا تمسخر
۲۱۔	المحرضین	۱۲	رسول اللہ ﷺ کا تمسخر
۲۲۔	البهتان	۱۲	انجیل پر ایمان کی دعوت اور صحابہؓ کا تمسخر
۲۳۔	الیسر	۷	دین اسلام کا تمسخر
۲۴۔	الفقراء	۸	مسلمانوں پر سب و شتم
۲۵۔	الوحی	۱۸	عظمت فرقان اور مسلمانوں پر سب و شتم
۲۶۔	المومنین	۷	نصرانیت اور فرقان
۲۷۔	التوبة	۷	انجیل و فرقان پر ایمان
۲۸۔	الصلاح	۸	ولاء اور براء کی نفی اور ترکِ جہاد کی ترغیب
۲۹۔	الطهر	۱۳	تعددِ ازدواج، طلاق

۳۰۔	الغرانیق	۱۵	عورت کے متعلق شبہات
۳۱۔	العطاء	۱۴	قصاص و جہاد　اشاعتِ اسلام بذریعہ تلوار
۳۲	النساء	۱۶	اسلام میں عورت کا استحصال کا ثبوت
۳۳	الزواج	۷	تعدد ازدواج کا جرم اور طلاق
۳۴	الطلاق	۱۲	طلاق اور رسول اللہ ﷺ کا تمسخر
۳۵	الزنا	۱۳	تعدد زوجات
۳۶	المائدۃ	۵	عیسائیت کی تبلیغ
۳۷	المعجزات	۸	معجزات کے ذریعے فرقان کی تائید
۳۸	المنافقین	۱۷	اللہ عزوجل کا تمسخر
۳۹	القتل	۱۵	اشاعت اسلام بذریعہ تلوار
۴۰	الجزیۃ	۱۴	قتال کی حرمت　جزیہ
۴۱	الافک	۱۸	عیسائیت کی تبلیغ　اشاعت اسلام بذریعہ تلوار
۴۲	الضالین	۹	تثلیث　جنت و شہداء کا تمسخر
۴۳	الاخاء	۱۵	تعلیمات اسلامی کا تمسخر　انجیل پر ایمان کی دعوت
۴۴	المھتدین	۸	اسلام اور اہل اسلام کا تمسخر　قصاص　تنصیر
۴۵	الطوبی	۱۴	عیسائیت کی تبلیغ
۴۶	الاولیاء	۱۲	مفہوم شہادت کا تمسخر　عظمت فرقان
۴۷	اقراء	۱۴	اسماء حسنیٰ کا انکار
۴۸	الکافرین	۱۲	عیسائیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کی تحقیر
۴۹	الخاتم	۱۴	مسلمانوں کی کردار کشی　عظمت فرقان
۵۰	الاصرار	۱۱	اسلام اور جنت کا تمسخر
۵۱	التنزیل	۸	فرقان اور انجیل کی عظمت
۵۲	الصیام	۹	اسلام میں عبادات کا تصور اور ان کا تمسخر
۵۳	الکنز	۶	انجیل پر ایمان کی دعوت
۵۴	الانبیاء	۱۸	رسولؐ پر سب و شتم　لا نبی بعد عیسیٰ
۵۵	الماکرین	۱۸	رسولؐ اور مسلمانوں کی تحقیر
۵۶	الاممین	۱۲	رسولؐ اور اصحاب رسول کی تحقیر
۵۷	المفترین	۷	رسولؐ اسلام اور اہل اسلام کی تحقیر
۵۸	الصلاۃ	۱۰	نماز اور نمازیوں کا تمسخر
۵۹	الملوک	۸	تصورِ الٰہ کا تمسخر　اشاعتِ اسلام بذریعہ تلوار
۶۰	الطاغوت	۱۲	رسولؐ اور اسلام کا تمسخر　قصاص
۶۱	النسخ	۱۴	نسخ فی القرآن...... قرآن غیر معجزہ ہے

۶۲	الرعاۃ	۶	اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر
۶۳	الشهادة	۷	رسولؐ کی تحقیر
۶۴	الهدى	۱۱	رسولؐ اور مسلمانوں کا تمسخر
۶۵	الانجيل	۶	عظمتِ انجیل... مسلمانوں کی تحقیر
۶۶	المشركين	۳۰	رسولؐ کی نافرمانی واجب ہے۔
۶۷	الحكم	۱۴	عظمتِ انجیل، قصاص
۶۸	الوعيد	۷	رسولؐ اور مسلمانوں کی تحقیر
۶۹	الكبائر	۱۵	اسلامی تصورِ جنت کی تحقیر
۷۰	التحريف	۸	عظمتِ انجیل و فرقان
۷۱	العاملين	۱۳	اسلام سے بیزاری کی دعوت
۷۲	الآلاء	۱۰	تعلیمات اسلامی کی تحقیر
۷۳	المحاجة	۸	مشنری کی تعلیم
۷۴	الميزان	۱۳	اسلام کی تحقیر، تعدد ازدواج، طلاق
۷۵	القبس	۸	مشنری تعلیم
۷۶	الأسماء	۲۵	اسماء حسنیٰ کا انکار
۷۷	الشهيد	۸	مولف قرآن کو قتل کرنے کی مسلمانوں کی سازش

مقامِ اشاعت: الفرقان الحق کا جزء اول اسی سال American Center of Divin Love کی وساطت سے امریکہ میں دو جگہوں سے چھپا ہے:

۱۔ اومیگا ۲۰۰۱ (Omega 2001)

۲۔ پریس وائن (Press wine)[15]

کتاب کی قیمت: جمعیت احیاء التراث الاسلامی کویت کے ہفت روزہ مجلّہ ''الفرقان'' میں نسخہ کی قیمت 3 امریکی ڈالر مذکور ہے جبکہ مذکورہ کتاب امریکہ، اسرائیل، لندن، اور دیگر یورپی ممالک میں بڑی تیزی سے فروخت کی جارہی ہے۔'الفرقان الحق' کے انٹرنیٹ ایڈیشن کی قیمت 49.19 امریکی ڈالر مذکور ہے۔[16]

تقسیم کتاب کے مراکز: 'الفرقان الحق' کے ناشرین و متعلقین کی یہ کوشش ہے کہ اس کتاب کو ہر مسلمان کے گھر بلکہ اسکے دل و دماغ تک پہنچایا جائے اگرچہ انہیں اس بات کا یقین کہ مخلص مسلم سکالرز اور دانشوروں کی موجودگی میں یہ کام ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے تاہم انہوں نے اس کتاب کی تقسیم کا آغاز مندرجہ ذیل جگہوں سے کیا ہے:

۱۔ امریکہ کے بڑے بڑے کتب خانوں پر۔

۲۔ ۲۰ ویں صدی کے مسیلمہ سلمان رشدی کی خصوصی توجہ سے لندن میں یہ کتاب بڑے پیمانے پر دستیاب ہے

۳۔ کویتی مجلہ 'الفرقان' کے مطابق اس کتاب کو خصوصاً کویت کے عجمی اداروں میں مفت تقسیم کیا جارہا ہے تاکہ مشنری مقاصد کی تکمیل ہو سکے اور آنے والی نسلوں میں اسلامی تشخص کی ایک مسخ شدہ شکل پیش کی جاسکے تاکہ وہ دین حنیف سے روگرداں ہوں۔ اس کتاب کا براہ راست ٹارگٹ نوجوان طبقہ ہے جو امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ اور مستقبل کے قائدین ہیں۔ بدقسمتی سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بعض نوجوان اسکالرز اجماع امت کے خلاف جب باتیں کرتے ہیں تو وہ نہ صرف اجتماعی ساکھ کو نقصان پہنچارہے ہوتے ہیں بلکہ اس سے امت کی وحدت کو بھی خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔

۴۔ اس کتاب کی تقسیم کا دوسرا بڑا مقام ارض فلسطین ہے جہاں اسرائیل کے راستے کئی نسخے پہنچائے گئے ہیں جن کو فلسطینی تعلیمی اداروں میں رائج کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ فلسطین کو اس کے لئے کیوں منتخب کیا گیا؟ اس سوال کا جواب حاصل کرنا اس وقت آسان تر ہوجاتا ہے جب بنظر غائر یہ دیکھا جائے کہ اس امریکی مسخرہ میں اسرائیلی اہداف کو کس طرح تقویت دی گئی ہے"[17]

۵۔ امریکی قانون کے ایک نمائندے کی تقریر میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا کہ 17-04-2004 تک پیرس، لندن، واشنگٹن اور دیگر کئی بڑے شہروں میں اسلامی وعربی سفارتکاروں کو اس کی تقسیم مکمل کی جاچکی ہے۔ ۲۰ اپریل ۲۰۰۴ء کو BBC نے اس کا نسخہ وصول کیا۔ اسی طرح فلسطین سے شائع ہونے والے عربی، انگریزی اور عبرانی زبان کے مجلات کے دفاتر میں ۱۵ مئی ۲۰۰۴ء کو اس کے نسخے پہنچا دیئے گئے۔ ۱۷ مئی ۲۰۰۴ء کو لندن سے شائع ہونے والے عربی مجلات کی طرف اس کو ارسال کیا گیا۔"[18]

مزید براں مذکورہ کتاب www.amazon.com کے علاوہ کئی دوسرے انٹرنیٹ لنکس پر دستیاب ہے۔ ہمارے لئے مقام افسوس بایں طور ہے کہ مسلم مفکرین واسکالرز کو اس بات کی خبر تک نہیں کہ اس فحش کتاب کو کس تیزی کے ساتھ نہ صرف غیر مسلم بلکہ مسلم علاقوں تک پہنچایا جارہا ہے۔

امریکی قرآن کی تقسیم اور شیوع کے لئے امریکی وصیہونی کوششیں:

امریکہ سے شائع ہونے والے مشہور ومعروف جریدہ ''صوت العربیۃ'' کے چیف ایڈیٹر ولید رباح اپنے ساتھ پیش آنے والے حالیہ واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں [19]۔

''..... چھ روز قبل ایک امریکی شخص نے ٹیلی فون پر مجھ سے رابطہ کیا جو کہ اہل ٹیکساس کے لہجہ میں عربی زبان بول رہا تھا، کہنے لگا کہ میرا نام قسیس الیا ہو ہے اور میں آپ سے جتنی جلدی ممکن ہو ملنے کا خواہشمند ہوں۔ اس نے مزید کہا کہ میرے پاس آپ کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کب اور کہاں ملاقات ممکن ہے؟ اس نے کہا کہ میں ''صوت العربیۃ'' کے دفتر میں پہنچ جاتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس ہمارے دفتر کا ایڈریس ہے؟ تو اس نے زور دے کر کہا کہ جناب اس کا ایڈریس تو میرے دل ودماغ پر کندہ ہے۔ میں نے کہا کہ

پلیز ضرور تشریف لائیے۔ میں فوراً دفتر پہنچا تو چند ہی منٹوں بعد طویل قد وقامت اور گہرے رنگ کے بالوں والا آدمی جس کے ہاتھ میں Somesonite قسم کا ایک بیگ تھا' بھی آن پہنچا' اس نے پرتکلف انداز میں زبان کو بل دیتے ہوئے کہا ''شلام العلیکم'' میں نے وعلیک السلام کہنے کے بعد اس کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اور اپنا بیگ کھولتے ہوئے ایک چمکدار لفافے میں لپٹی کوئی چیز نکالی اور کہا کہ سر یہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔ میں نے طنزیہ انداز میں کہا کہ اس میں کہیں انتھراکس تو نہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں سے بعید نہیں۔ اس نے کہا کہ نہیں جناب بلکہ اس میں ایک نئی زندگی ہے جو میں آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے یہ کتاب میرے حوالے کی جس پر عربی میں 'الفرقان الحق' لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھا اور اس کے ساتھ معاشیات' سیاست اور حالاتِ حاضرہ پر تقریباً آدھ گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ پھر میں نے پوچھا کہ آپ اس کی تشہیر کے لئے ہمیں کیا دیں گے؟ اس کے دوبارہ استفسار پر میں نے کہا کہ اس کی تشہیر کے لئے آپ ہمیں کیا دیں گے؟ اس نے کہا کہ ایک تو کم ہوگا دو ٹھیک ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس ایک اور دو سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اس نے کہا ایک یا دو ملین ڈالر لیکن شرط یہ ہے کہ ''صوت العربیہ'' کے ہر قاری کے گھر میں یہ کتاب پہنچنی چاہیے اور یہ بھی کہ یہ کم از کم دس بار شائع ہو''

''صوت العربیۃ کے مدیر اعلیٰ مزید کہتے ہیں کہ

''وہ آدمی چلا گیا میں نے اس کتاب کو کھولا تو عربی وانگریزی میں ایک ساتھ لکھی ہوئی اس کتاب کا مقدمہ پڑھنا شروع کیا جس میں لکھا ہوا تھا:

الی الامة العربية خاصة والی العالم الاسلامی عامة سلام عليكم ورحمة من الله القادر علی کل شئی يوجد فی اعماق النفس البشرية اشواق للايمان الخالص والسلام الداخلی والحرية الروحية والحياة الابدية... واننا نثق بالاله الواحد الاوحد بان القراء والمستمعين سيجدون الطريق لتلك الاشواق من خلال الفرقان الحق...

یعنی خصوصاً امت عربیہ کے لئے اور عالم اسلام کے لئے عموماً۔ اللہ قادر مطلق کی طرف سے تم پر سلامتی ورحمت ہو۔ نفسِ انسانی کی گہرائیوں میں ایمان خالص اور سلامتی' روحانی آزادی اور ابدی زندگی موجود ہوتی ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ الٰہ الواحد الاوحد کے فضل سے قارئین وسامعین ایمان وسلامتی کے یہ راستے الفرقان الحق کے ذریعے پائیں گے..... خالقِ انسانیت نے یہ روشن ستارے اس صفی ومہدی (شوروش) کی طرف وحی کئے ہیں''

پھر ولید رباح نے جب پہلا صفحہ پلٹا تو اس پر سورۃ بسملہ تھی:

"باسم الآب الكلمة الروح الاله الواحد۔مثلث التوحيد موحد التثليث ماتعدد

فھو آب لم یلد کلمۃ لم یولد. روح لم یفرد. خلاق لم یخلق. فسبحان مالک الملک والقوۃ والمجد. من ازل الازل الی ابد الابد"

ولید بن رباح کہتے ہیں کہ میں نے امریکی قرآن کی سورۂ فاتحہ دیکھی اور کتاب بند کرتے ہوئے دل میں سوچا کہ یہ کون سا مہدی ہے جس کو عربی زبان کے اصول وابجد کا ہی علم نہیں تو میں اس کے لطیفہ پر کیوں نہیں ہنس سکتا۔ میں نے فوراً قرآن مجید فرقان حمید کھولا اور سورہ فاتحہ کو پوری دلجمعی سے پڑھا تو زندہ ومردہ کا فرق واضح ہوگیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرا خیال اچانک مسیلمہ کذاب کی طرف چلا گیا کہ وہ کذاب ہونے کے باوجود اس فرقان امریکی سے بدرجہا بہتر عربی زبان سے واقف تھا لیکن پھر بھی اس قابل نہ تھا کہ قرآن کا مقابل تیار کرسکے۔ اس امریکی اقدام کے پس پردہ عزائم کا اندازہ حسب ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے:

"The Purpose of The True Furqan is a tool of evangelism, because so far we have not found a breakthrough way to reach the Muslim world for Christ, "Al-Mahdy said. "We have tried medicine, schools, books, movies and many other method. [20]

مولف 'الفرقان الحق' کی کم علمی وکم عقلی کے ثبوت:

تاریخ اسلامی سے عدم واقفیت:

موصوف نے اپنے انگریزی مقدمہ میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ الفرقان الحق' وہ پہلی کتاب ہے جس نے اسلامی قرآن کے چیلنج کا مسکت جواب دیا ہے اور اس سے پہلے تاریخ کے کسی دور میں اسلامی قرآن کے مقابل کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ لکھتا ہے:

"1400 years ago the Quran challenged the world to produce a book like itself. Now for the first time in history, The True Furqan presents the gospel message in a unique sytle" [21]

شوروش مزید کہتا ہے کہ:

"The Ture Furqan will be a breakthrough to Muslims not only because it answers the Quran's Challenge, but because it also questions many of the Qur'an's teaching, as well as presenting the gospel message, all in the language Muslims revere-- powerful, perfect, classical Arabic". [22]

شوروش کے مذکورہ بالا دعویٰ کے مطابق یہ وہ پہلی کتاب ہے جو قرآنی اسلوب کے مقابل تالیف کی گئی ہے اور یہی وہ فرقان ہے جس نے چودہ سو سال کے بعد پہلی مرتبہ قرآنی چیلنج کو قبول کیا ہے۔ درحقیقت اس کا یہ گمان مطلق جہالت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ معاندین اسلام نے سینکڑوں بار شوروش سے بڑھ کر اسلامی قرآن کے مدمقابل کتابیں اور آیات افتراء کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسیلمہ' حمام وغیرہ جیسے کذابین و مدعیان نبوت نے

(و الفجر و لیال عشر ......الخ) کے وزن پر آیات گھڑی تھیں۔ابن اثیر نے اپنی کتاب ''اسد الغابۃ'' میں بھی ایسی عبارات ذکر کی ہیں جو قرآن کے مقابلہ میں بنائی گئیں اور اس پر تنقیدی کلام بھی کیا ہے[23]۔

☆ آیات قرآنیہ کا سرقہ: مزید براں امریکی قرآن میں جہاں فاتحہ، القدر، المومنین، التوبۃ، النساء، الطلاق، المائدۃ، المنافقین، الکافرین اور الانبیاء جیسی سورتوں کے نام چوری کئے گئے ہیں وہیں بعینہ ایک دو حرف کی تحریف کے ساتھ قرآنی آیات کو بھی نقل کیا گیا ہے، جو اس بات پر دال ہے کہ شاید الفرقان، قرآنی کلمات، عبارات، تراکیب، ہیئت، فواصل اور آیات کے توازن و ہم آہنگی سے مدد لئے بغیر کبھی معرض وجود میں نہ آسکتا۔اس ضمن میں چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

پہلی مثال...... مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد ن اشتدت به الریح فی یوم عاصف لایقدرون مما کسبوا علی شی ذلک ھو الضلال البعید[24]۔

اس کے مقابلہ میں شورش کی افتراء کردہ آیت حسب ذیل ہے:

مثل الذین کفرو و کذبو بالانجیل الحق اعمالھم کرماد ن اشتدت به الریح فی یوم عاصف لایقدرون مما کسبوا علی شئی ذلک ھو الضلال الاکید[25]۔

دوسری مثال...... ھا انتم اولاء تحبونھم و لا یحبونکم وتومنون بالکتاب کله و اذا لقو کم قالو امنا و اذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان الله علیم بذات الصدورO ان تمسسکم حسنة تسؤھم و ان تصبکم سیئة یفرحوا بھا و ان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدھم شیئاً ان الله بما یعملون محیطO[26]

اس کے مقابلہ میں شورش رقمطراز ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا من عبادنا انتم اولاء تحبون الذین یعادونکم، وھم لا یحبونکم، و اذا لقوکم قالوا: آمنا بما آمنتم و اذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ، و ان تمسسکم حسنة تسوء ھم و ان تصبکم سیئة یفرحوا بھا، و ان تصبروا وتتقوا الایضرکم کیدھم شیئا، و لا یضرون الا انفسھم وما یشعرون[27]۔

اسلام اور عیسائیت کے مابین محاربہ کی صیہونی کوشش:

انیس شورش کے دیگر مقاصد کے ساتھ ساتھ یہ مقصد بھی پوشیدہ نہیں کہ الفرقان الحق، دراصل اسلام اور عیسائیت کے مابین بعد پیدا کرنے کی کوشش ہے کیونکہ یہودی ہونے کے باوجود اس نے اس کتاب میں عیسائی تعلیمات کو استعمال کرتے ہوئے اسلام کے ساتھ نفرت کا اظہار کیا ہے۔لیکن منصف مزاج عیسائی دانشوروں نے

شوروش کی اس کوشش کو کسی قسم کی قبولیت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ سید عبدہ عبدالرزاق لکھتے ہیں:

"علی شبکة الانترنت یقف علی الکثیر من اقوال النصاری المنصفین الذی یعلمون ان هذا الکتاب لایمت للسماء بصلة تقول اهداهن (انا برائی ان الشئی او الکتاب المسمی الفرقان الحق ما هوا الا کذب وتحریف وهجوم علی الاسلام معن انني مسیحیة ......واظن ان الاسلام قدحفظ کتابه القرآن وسیحفظه......"[28]۔

کتاب مذکور میں موجود تناقضات:

۱۔ شوروش کی اس کتاب میں جابجا تناقضات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا[29]۔

چونکہ یہودیوں کے نزدیک بنی اسرائیل کے بعد کسی نبی یا رسول کا آنا ممکن نہیں جیسا کہ شوروش 'الفرقان الحق' کی سورۃ انبیاء میں کہتا ہے: "ما بشرنا بنی اسرائیل برسول یاتی من بعد کلمتنا وما عساه ان یقول بعد ان قلنا کلمة الحق وانزلنا سنة الکمال......"[30]

تو اس دعویٰ کے پیش نظر وہ دراصل عیسائیت کی بھی تنکیر کر رہا ہے جبکہ دوسری طرف وہ اپنی کتاب میں 'یشوع' الا ناشید لسلیمان' انجیل متی' انجیل مرقس' رؤیا القدیس یوحنا' جیسے الفاظ بھی استعمال کرتا ہے۔

۲۔ شوروش کا بنایا ہوا قرآن عربی زبان میں ہے اور یہ اصول ہے کہ "ما من نبی ارسل الا بلسان قومہ" تو یہ 'الفرقان الحق' کس طرح عربی زبان میں نازل ہو گیا؟ کیونکہ یہودی حضرت اسماعیل علیہ السلام اوران کی والدہ محترمہ حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا کو (نعوذ اللہ) غلام اور باندی کہتے ہیں بایں وجہ اس نسل سے نبوت نہیں چل سکتی[31]۔ کیونکہ بنی اسرائیل حضرت یعقوب جبکہ اہل عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں تو 'الفرقان الحق' کس طرح اہل عرب کے لئے نازل ہو سکتا ہے؟

۳۔ امریکی قرآن کی سورۃ الکبائر کی آیت ۹ کے الفاظ ہیں کہ "مومنین منافقین" ایک انسان مومن ہونے کے ساتھ کسی طرح منافق ہو سکتا ہے۔؟

۴۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ شوروش نے بہت سی قرآنی آیات کا سرقہ کیا ہے تو جب اس کے بقول مسلمانوں کا قرآن (نعوذ باللہ) باطل ہے تو اس نے کیوں اس 'باطل قرآن' کی آیات کا سرقہ کیا؟ جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ "ومن یبتغ غیر الانجیل والفرقان کتاب فلن یقبل منه" اس کے علاوہ بھی سینکڑوں تضادات 'الفرقان الحق' میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

امریکی قرآن کے متعلق عالمِ اسلام کا موقف: تمام اسلامی ممالک میں بالعموم اور مصر و سعودی عرب میں بالخصوص اس کریہہ اقدام پر سخت موقف کا اظہار کیا گیا ہے ماسوائے وطن عزیز پاکستان کے کہ جہاں تادم تحریر کسی پلیٹ فارم سے کسی قسم کا ٹھوس موقف یا مذمت سننے یا دیکھنے میں نہیں آئی۔ ذیل میں بطور نمونہ مصر، سعودی عرب اور فلسطین کے علماء کی طرف سے اس کی مذمتی بیانات ذکر کئے جاتے ہیں:

جامعہ ازھر مصر کا موقف: جغرافیائی حدود کے اعتبار سے مصر اسلامی دنیا کے علمی میدان میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ اس کے مختلف جرائد و رسائل میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ امریکہ نے اسرائیلی تعاون کے ساتھ مصر سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس کتاب کی نشر و اشاعت کا انتظام کرے[32]۔ اس کے ردعمل میں جامعہ ازہر کے رئیس ڈاکٹر سید طنطاوی نے شرعی طور پر اس جھوٹے نسخے کی اشاعت کو حرام اور کفر قرار دیا۔ ان کے الفاظ ہیں:

"یجب الرد علی ذلک وتنبیه علی ان هذا المؤلف لا اساس له من الصحة وتجب مصادرته ... ان حکم من یوزع قرآنا من وراخاصة اذا کان یعلم حقیقته ویتعمد توزیعه ویقصد رد الناس عن الحق واستدراجهم الی الباطل، فعمله هذا اعندئذ والعیاذ بالله هو خروج عن الاسلام بل هو الکفر بعینه، ومن یفعل بذلک یکون محاربا للاسلام[33]۔

مجمع البحوث الاسلامی کی ایک قرارداد کے مطابق اسے انیس شوروش کا انتقامی فعل قرار دیا گیا جو اس نے احمد دیدات مرحوم سے مناظرہ میں شکست کے نتیجہ میں انجام دیا ہے اور یہ کہ شوروش اسلام کی تحقیر کرنے پر مستوجب سزا ہے[34]۔

سعودی علماء کا موقف: سعودی عرب میں رابطہ عالمِ اسلامی مکۃ المکرّمۃ کی مجلسِ تاسیس نے دینِ حنیف اور قرآن کریم کے متعلق اس فعلِ شنیع کی سخت مذمت کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ حالیہ امریکی قرآن درحقیقت مسلمانوں کی اسلامی ثقافت اور قرآن کے ساتھ گہری وابستگی کی وجہ سے ان کو برانگیختہ کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور اس کے ذریعے رسالت محمدیہؐ اور آپ ﷺ کی دعوت کے متعلق لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے جیسے خطرناک عزائم مقصود ہیں۔ چنانچہ مسلم حکومتیں اس کی اشاعت رکوانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

رابطہ عالمِ اسلامی نے دیگر اسلامی تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ وہ مشترکہ طور پر قرآن کے دفاع میں اپنی کوششیں صرف کریں اور اسلام دشمن مقاصد کو منظر عام پر لاتے ہوئے مسلمانوں کو اسلام اور قرآن کا دفاع کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کریں[35]۔

فلسطینی علماء کا موقف: فلسطین کے مشہور عالم الشیخ عکرمہ نے 'الفرقان الحق' پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"لو کنا نحن المسلمین قد انتقلنا ای دین سماوی لقامت الدنیا ولم تقعد"

یعنی اگر ہم مسلمان یہودیت یا عیسائیت پر تنقید کرتے تو ساری دنیا کھڑی ہوجاتی اور چین سے نہ بیٹھتی باوجود یہ کہ مسلمانوں کا یہ موقف ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی نبی کا تمسخر اڑائے یا اس پر تنقید کرے اور مسلمان حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کو نبی مانتے ہوئے انکو لائق صد احترام سمجھتے ہیں حالانکہ وہ یہودیوں کے بادشاہ ہیں"[36]۔

فلسطینی تنظیم 'حرکت اسلامی' کے نائب رئیس کمال خطیب نے اس کوشش کو اسلام پر ایک حملہ اور دینی شعار کے خلاف سازش قرار دیا[37]۔

مسلم اسکالر شیخ ابو اسحاق الحوینی نے اس مضحکہ خیز کتاب (الفرقان الحق) کے متعلق شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے قاہرہ کی جامع مسجد میں اس پر تنبیہ و تردید کو واجب قرار دیا:

"... واخطر مافی هذه الحرف ان جماهير المسلمين غافلة عن هذا المخطط ...... وهذا يقضى ان يكون عندنا جيش جرار من المحققين وعلماء الحديث الذين يعرفون المصادر الاصلية، فان لم نفعل ذلک فهذا هو الضياع بعينه......"[38]۔

یعنی ہمارے پاس ہر وقت ایسے محققین کا لشکر موجود رہنا چاہیے جو ان جیسے شبہات کا فوری طور پر منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

سید عبدہ عبدالرزاق نے اس کتاب پر اسلامی حلقوں کی طرف سے جس کثرت سے Feed Back آنے کی ضرورت تھی اس کے نہ آنے پر دکھ کا اظہار ہے: "ان ردالفعل الاسلامی علی هذا الفرقان اقل بكثير مما يجب، وهناک الكثير من الدول الاسلامية يوضع حولها علامات استفهام كبيرة، فالكتاب يوزع فی اراضيها، ولنا ان نسال هؤلاء: هل سيخيكم الصمت عليكم و كتاب الكفر يوزع بار اضيكم؟"[39]

غیر مسلم ممالک میں بھی مختلف اسلامی آرگنائزیشنز نے اس پر سخت رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ برطانیہ میں مسلم تنظیموں نے برطانوی حکومت کو کثیر تعداد میں خطوط ارسال کئے ہیں جن میں ایسی ویب سائٹس کو بلاک کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے[40] امریکہ کی مسلم تنظیموں نے بھی شدید مذمت کا اظہار کرتے ہوئے اس کو دین اسلام کے خلاف متعصبانہ اقدام قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ ہیومن رائٹس کی خلاف ورزی ہے۔ امریکی حکومت کو ایک وضاحتی بیان میں کہا گیا ہے کہ جب طالبان گورنمنٹ نے ایک مجسمے کو گرایا تھا تو ساری دنیا سے اس کی مذمت شروع ہوگئی لیکن جب امریکہ میں بیٹھا کوئی شخص مسلمانوں کے تشریعی مصدر اور انسانیت کے دستور قرآن مجید کو مسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو دانشوروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی"[41]۔

شاید کچھ اہل علم یہ موقف بھی رکھتے ہوں کہ قرآن اور اسلام کے خلاف شائع ہونے والے مغربی لٹریچر کو

قابلِ غور سمجھنا یا اسے کچھ وقعت دینا بھی اس کے شیوع کا سبب ہے۔ لیکن اس موقف کو کس اعتبار سے قریب از حکمت سمجھ لیا جائے کہ قرآن دشمن مغربی لٹریچر اور اس کے اثراتِ فاسدہ پر ہم خاموشی اختیار کئے رکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی امید رہے کہ بہت جلد ہم سرزمین یورپ پر اسلام کے جھنڈے گاڑھنے والے ہیں؟؟؟

قرآن کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے ہمارا موقف ہے اور یقیناً ہم اس میں حق بجانب ہیں کہ اسلام اور قرآن کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو بازگشت بننے سے قبل ہی دبا دینا مسلمانوں کی عموماً اور اہلِ علم کی خصوصاً ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ایسا لٹریچر پختہ مسلمان پر تو شاید اثر انداز نہ ہو سکے لیکن نومسلم اور مستقبل قریب میں اسلام قبول کرنے والے لوگ جو دینِ اسلام کے مطالعہ میں مصروف ہیں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے جو کسی طور پر بھی اسلام اور مسلمانوں کے حق میں نہیں۔

امریکہ سے شائع ہونے والے 'الفرقان الحق' کی اصلیت اور اس کے پس پردہ مکروہ عزائم کا پردہ چاک کرنے کے لئے یہ تحریر پیش کی گئی۔ اہل علم حلقہ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اس سے باخبر ہونے کے بعد مغرب کے اس متعصبانہ اقدام پر شدید اظہار مذمت کیساتھ ساتھ اسکے چہرہ سے نقاب کشائی میں اپنا علمی فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔

حواشی

۱۔ دیکھئے: Arthur Jeffery, The Quran as Scripture, Russel & Moore Company, N,Y.1952

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، قرآن مجید ایک مسلسل معجزہ، ص ۷۔ اورئینٹل کالج میگزین، جلد ۷۶، ۲۰۰۱ء

۳۔ دیکھئے: (G.Margoliouth, Introduction to J.M Rodwell's the Koran, New Yark, Everyman's Library, 1977, p. vii)

۴۔ دیکھئے http://www.alminbar.net/alkhutab/khutbaa.asp?media

۵۔ دیکھئے: http://saaid.net/Doat/ahdat/54.html

۶۔ السید عبدہ عبدالرزاق ابوعبدالرحمان، القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحای والعشرین، ص ۵۵، رقم الایداع بدار الکتب 2004/21547 مصر

۷۔ دیکھئے http://www.messiahsgift4u.com/truefurqan.html

۸۔ دیکھئے Monthly GATRA, No. 1125, May 2002

۹۔ القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحادی والعشرین، ص ۵۶ و ۵۷

۱۰۔ دیکھئے: http://www.saaid.net/Doat/ahdal/54.html

۱۱۔ القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحادی والعشرین، ص ۵۷

۱۲۔ ایضاً ۱۳۔ نفس المصدر، ص ۵۸ ۱۴۔ نفس المصدر، ص ۵۹

۱۵۔ دیکھئے http://www.alarabonline.org/index.asp?fname

۱۶۔ دیکھئے: http://www.amazon.com/exec/obidos/tg/detail/-/15792 11755/qid = 1096805827/sr=1-1/ref=sr_1_/002-4446804-6629664?v=glance&s=books

۱۷۔ القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحادی والعشرین، ص ۶۴

۱۸۔ دیکھئے: http://www.muslimuzbekistan.com/eng.ennews/2005/05/ennews01052005a1.html

۱۹۔ القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحادی والعشرین، ص ۶۶ تا ۶۸

۲۰۔ دیکھئے: http://www.muslimuzbekistan.com/eng.ennews/2005/05/ennews01052005a1.html

۲۱۔ ایضا ۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ ڈاکٹر غازی عنایۃ کا مضمون "امثلۃ علی بعض المقتولین علی القرآن" بحوالہ: www.balagh.com/mosoa/quran/7zotb5pi.html

۲۴۔ القرآن الحکیم: ابراہیم: ۱۸

۲۵۔ امریکی قرآن (الفرقان الحق) سورۃ الثالوث/ ۱۸

۲۶۔ القرآن الحکیم: آل عمران: ۱۱۹، ۱۲۰

۲۷۔ امریکی قرآن (الفرقان الحق) سورۃ الخاتم: ۱

۲۸۔ القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحادی والعشرین، ص ۷۳ ۔ مزید دیکھئے http://writers.alriyadh.com.sa

۲۹۔ القرآن الحکیم: النساء: ۸۲

۳۰۔ امریکی قرآن (الفرقان الحق): سورۃ انبیاء

۳۱۔ القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحادی والعشرین، ص ۷۶

۳۲۔ جریدۃ الاسبوع الاثنین 06/12/2004، عدد 403 مصر

۳۳۔ ایضاً ۳۴۔ عقیدتی الثلثا، ۲۹ ذوالحجہ/ ۸ فروری ۲۰۰۵ء، عدد ۶۲۷

۳۵۔ الحیاۃ الوسط: 26-04-2004

۳۶۔ ایضاً ۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ دیکھئے: http://www.alheweny.com/iftra2_5.html

۳۹۔ القرآن الامریکی: اضحوکۃ القرن الحادی والعشرین، ص ۱۷۳

۴۰۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو جریدہ الوفد: الاثنین: ۳۱ جنوری ۲۰۰۵ مزید دیکھئے www.alwafd.org/front/index.php

۴۱۔ دیکھئے http://alheweny.com/index21

مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی*

توکل علی اللہ کی اہمیت وافادیت

ان اللہ یحب المتوکلین "بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اللہ کے محبوب و پسندیدہ بندوں میں سے "متوکلین" بھی ہیں توکل اللہ کو اتنا پسند ہے کہ اس نے کلام پاک میں متعدد مقامات پر مختلف انداز اور پیرایہ میں بندوں کو بھی اور اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی حکم دیا ہے کہ تمام معاملات میں اللہ ہی پر اعتماد بھروسہ کریں اس لئے کہ وہ ایک ذات جو اعتماد کے لائق ہے اس کے سوا کوئی سہارا نہیں۔ وہی تمام امور کو بنانے اور بگاڑنے والا ہے اور مومن کی شانِ بندگی اور کمالِ ایمان یہ ہے کہ اس کی نگاہ کا محور و مرکز اللہ کی ذات ہو توکل و قناعت اور زہد و استغناء اولیاء اللہ اور صلحاء امت کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔

توکل کی حقیقت:

قرآن وحدیث میں توکل علی اللہ کا بار بار حکم دیا گیا ہے تو ضروری ہے کہ توکل کی حقیقت جان لی جائے۔ صاحب مختار الصحاح نے توکل کے معنی میں لکھا ہے "اظہار العجز و الاعتماد علی غیرہ" اپنی عاجزی کا اظہار اور دوسرے پر اعتماد و بھروسہ۔

جب انسان کسی کام کو کرنے سے عاجز ہوتا ہے یا اپنے اوپر بھروسہ نہیں ہوتا ہے تو اپنی ذمہ داری کسی کے حوالے کر دیتا ہے اسی کو وکیل بنانا کہتے ہیں مقدمات میں قانونی موشگافیوں کے ساتھ اپنے قبضہ کو حل کرانے سے جب انسان عاجز ہوتا ہے تو وکیل کا سہارا لیتا ہے، یہی حال ایک بندۂ کامل کا اپنے مالک حقیقی کے ساتھ ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے ہر معاملے میں اپنی عاجزی و مسکنت کا اظہار کرتا رہے اور بندوں کی عاجزی اللہ کو بہت پسند ہے اس لئے کہ عاجز لاچار ہونا ہی بندہ کی اصل ہے وہ اپنے ہر کام میں قادر المطلق کی مشیت وقدرت کا محتاج ہے لہذا جب بندۂ مومن اپنے خالق و مالک کی ذات پر مکمل اعتماد کر لیتا ہے اور یقین کامل کے ساتھ اس کی نصرت کا طالب ہوتا ہے تو پھر رب العالمین اپنے متوکل بندہ کا وکیل بن جاتا ہے اس کو کسی بھی لمحہ بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا" ومن یتوکل علی اللہ فھو

* استاذ مدرسہ منبع العلوم خیر آباد ٔ مئو انڈیا

حسبہ "(الطلاق: ۳) اور جس نے اللہ پر اعتماد کیا تو اللہ اس کیلئے کافی ہے پھر کوئی خوف اور غم نہیں کوئی فکر اور تردد نہیں۔

توکل کے لئے یقین ضروری ہے اور اسکے ساتھ اپنی استطاعت کے مطابق اسباب ووسائل کا استعمال بھی ضروری ہے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام سے جہاد وقتال کرنے کا حکم بھی دیا مگر یہ نہیں فرمایا کہ بس اللہ کے نام پر نکل جاؤ بلکہ یہ حکم دیا کہ درپیش امور میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ بھی کریں اور جب مشورہ کے بعد کسی کام کا پختہ عزم کرلیں یعنی تمام ظاہری ذرائع استعمال کریں اور دل میں پکا ارادہ کرلیں پھر اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے وہ کام کریں خواہ جہاد ہو یا کوئی دوسرا کام لہذا ارشاد فرمایا: فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" تو جب عزم کرلیں تب اللہ پر بھروسہ کریں، اس لئے کہ دنیا دارالاسباب ہے اسباب ظاہریہ کا استعمال کرنا وسیلہ وذریعہ کے طور پر ضروری ہے لیکن ان کو کسی صورت میں موثر تصور کرنا اور ظاہری اسباب ہی پر بھروسہ کرلینا، ایمان وتوکل علی اللہ کا یہی مطلوب ہوتا کہ اللہ کی نصرت ومدد پر یقین کر کے بیٹھ جائیں تو پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ اس پر عمل فرماتے اور کسی بھی ظاہری وسیلہ اور ذریعہ کو استعمال نہ کرتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا اور نہ قرآن کریم نے اس کا حکم دیا ہے بلکہ دشمنوں کے مقابلے کے لئے پہلے پوری تیاری کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور حکم دیا: واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لاتعلمونھم اللہ یعلمھم۔

''اور ان کے لئے تیار کرو جو ہوسکے طاقت میں سے پلے ہوئے گھوڑوں میں جن کے ذریعہ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ اور ان کے علاوہ دوسروں کو جن کو تم نہیں جانتے کہ (وہ دشمن ہیں) اور اللہ ان کو جانتا ہے۔''

غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد مشرکین طائف کے مقابلے میں تین گناہ زیادہ تھی کفار چار ہزار تھے جبکہ مسلمان بارہ ہزار، اس موقع پر مجاہدین اسلام کو اپنی ظاہری تعداد پر اعتماد ہوگیا کہ جب ہم کم ہوکر ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہے ہیں تو آج زیادہ تعداد میں ہوکر فتح یقیناً حاصل ہوجائے گی۔ یہ تصور وخیال توکل ویقین کے منافی تھا اس کی سزا فوراً دی گئی اور جنگ ہوتے ہی مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے حالانکہ نہ ان کے ایمان میں ضعف تھا نہ اللہ کی ذات پر یقین واعتماد میں شبہ تھا بس اتنی بے احتیاطی ہوگئی تھی کہ کثرت کو فتح کا ذریعہ تصور کرلیا تھا اسی کو اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں بیان فرمایا: لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین۔ (سورہ توبہ: ۲۵)

''تم کو اللہ نے بہت سے موقعوں میں غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی جب کہ تم کو اپنے مجمع پر غرہ ہوگیا تھا پھر وہ کثرت کچھ کارآمد نہ ہوئی تم پر زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی، پھر تم پشت پھیر کر بھاگے۔''

تو اسباب وآلات اور ذرائع ووسائل کا استعمال کرنا منشائے شریعت اور حکم الہٰی ہے، رسول ﷺ نے اسباب ووسائل کو اختیار بھی فرمایا اور اس کا حکم بھی دے دیا ہے خواہ لڑائی ہو یا کاروبار اور تجارت، حصول رزق ہو یا کوئی اور عمل

ہر کام میں دنیاوی مادی اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہے لہذا جائز وحلال طریقہ پر ان سب کو اختیار کر کے استعمال کرنا، پھر اللہ کی ذات پر کامل یقین کرنا کہ اللہ خیر وبرکت اور مدد نصرت کا معاملہ فرمائے گا، توکل علی اللہ کی روح ہے۔

ایسے ہی توکل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بندۂ مومن ان تمام اسباب اور وسائل کو موثر نہیں مانتا، بلکہ اس کا یقین اللہ کی ذات پر ہے وہ اپنی عاجزی وفروتنی کا اقرار کرتا ہے اور اس کو اپنے خالق و مالک کی ذات کے سوا کسی کی ذات پر اور کسی بھی دوسرے ذریعہ پر اعتماد بھروسہ نہیں۔

قرآن پاک میں توکل کا حکم: توکل اللہ کو کتنا پسند ہے اور متوکلین کا مقام کس درجہ بلند ہے اس کو قرآن کریم کے تاکیدی حکم سے سمجھا جا سکتا ہے، ایمان توحید کا معاملہ ہو یا فتح ونصرت کی طلب، رزق میں فراخی مقصود ہو چاہے مصائب ومشکلات سے نجات ہر جگہ توکل علی اللہ کی روح ہونی چاہیے۔ چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (التوبہ:۵۱) ''اور اللہ ہی پر مومنوں کو اعتماد کرنا چاہیے۔''

۲۔ علی اللہ فتوکلوا إن کنتم مومنین (المائدہ:۲۳) ''اگر تم مومن ہو تو بس اللہ ہی پر توکل کرو''

۳۔ ان کنتم آمنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین (سورہ یونس:۸۴)
''اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اس پر اعتماد کرو اگر تم فرمانبردار ہو۔''

۴۔ فقالو علی اللہ توکلنا ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین (سورۂ یونس:۸۵)
''تو انہوں نے کہے کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا اے ہمارے رب۔''

۵۔ ومالنا الا نتوکل علی اللہ وقد ھدانا سبلنا (آل عمران:۱۲۲)
''اور ہم کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں درانحالیکہ اس نے ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت دی ہے۔''

۶۔ وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (آل عمران) اگر تم کو اللہ چھوڑ دے تو کون اسکے بعد تمہاری مدد کریگا اور اللہ ہی پر مومنوں کو توکل کرنا چاہیے

۷۔ ولنصبرن علی ما آذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون (سورہ ابراہیم:۱۲)
''اور ضرور صبر کریں اس تکلیف پر جو تم ہوکو دو گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔''

۸۔ وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا (سورہ احزاب:۳)
''اور اللہ پر توکل کیجئے اور اللہ کافی ہے وکیل ہونے کے لئے۔''

احادیث میں توکل کی فضیلت: عن عمر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لو أنکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا ۔(رواہ الترمذی)

’’حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر اعتماد کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو ایسے رزق دیتا جیسا کہ پرندوں کو جو صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو آسودہ پیٹ واپس آتے ہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ یدخل الجنة من أمتی سبعون ألفا بغیر حساب هم الذین لایسترقون ولا یتطیرون وعلی ربهم یتوکلون‘ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص:۴۵۲) ’’حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار افراد بے حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو نہ جادو اور تعویذ کا سہارا لیتے ہیں نہ بدشگونی لیتے ہیں وہ اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔‘‘

لایسترقون: جھاڑ پھونک‘ گنڈا تعویذ جادو‘ ٹوٹکا نہیں کراتے یعنی ان اسباب پر قطعاً اعتماد نہیں کرتے یہی اولیاء اللہ متوکلین کاملین کی شان ہے اگرچہ آیات قرآنیہ سے علاج ومعالجہ جائز ہے اور اس کا ثبوت ہے مگر یہ عام لوگوں کے لئے ہے خواص ان اسباب کا سہارا لینا بھی توکل کے منافی قرار دیتے ہیں۔

ولا یتطیرون: نہ بدشگونی لیتے ہیں کہ فلاں منحوس ہے فلاں سعید ہے فلاں کے سبب ایسا ہوگیا فلاں کی صورت دیکھ کر دن بھر بے کاری وبے قراری رہی وغیرہ وغیرہ۔

شان توکل: اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو توکل علی اللہ کی جو تعلیم دی ہے وہی توکل کی روح اور شان ہے‘ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل رہا تھا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اے بچے تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کروگے تو تم اللہ کو سامنے پاؤگے (یعنی اللہ ہر جگہ تمہاری حفاظت ومدد فرمائے گا) جب سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو جب مدد چاہو تو صرف اسی سے مدد مانگو اور سنو! اگر پوری قوم تم کو نفع پہنچانے پر آمادہ ہوجائے تب بھی اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہے اور اگر تمام لوگ تم کو کچھ نقصانات پہنچانے پر لگ جائیں تب بھی اتنا ہی پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے لکھ دیا ہے قلم اٹھالیے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے (یعنی قضاء وقدر کا فیصلہ ہوچکا ہے اسمیں تبدیلی نہیں ہوسکتی) (مشکوۃ‘ ص:۴۵۳)

اسرار الاولیاء میں بابا فرید الدین گنج ؒ توکل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عاقل وہی شخص ہے جو دنیا کے تمام معاملات میں اللہ پر توکل کرتا ہے‘ توکل کی تشریح اس طرح کی ہے کہ متوکل کے ایمان میں خوف ورجاء اور محبت ہو خوف سے گناہ ترک کردے اور رجاء سے اللہ کی اطاعت کرے اور محبت سے اللہ کی رضا کیلئے تمام مکروہات سے باز رہے۔ (بزم صوفیہ ص:۱۸۱) .... اللہ کی ذات پر توکل ویقین سے دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے‘ صبر وقناعت اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ مال ودولت اور جاہ ومنصب کی حرص سے نجات حاصل ہوتی ہے پھر نہ طلب جاہ رہتی ہے نہ خوف مخلوق‘ نہ کسی سے شکوہ ہوتا ہے اور نہ کسی سے خطرہ باقی رہتا ہے نہ مل جانے کی طمع ہوتی ہے اور نہ چھن

جانے کی فکر اور ڈر لاحق ہوتا ہے اور یہی سکون قلب ہے جو متوکلین کو حاصل ہوتا ہے۔(ألا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون)

توکل کی یہ شان صحابہ کرام میں بدرجہ اتم موجود تھی جس نے ان کو غیر اللہ سے بیگانہ اور دربار حق کا دیوانہ بنادیا تھا وہ مطمئن دل کے ساتھ، آنکھ بند کر کے الٰہ کی نصرت پر یقین کرتے تھے۔اور حسب تعلیم دنیاوی اسباب بھی اختیار کرتے تھے، لیکن یہ اختیار اسباب برائے اسباب ہی کے درجہ میں ہوتا تھا۔ادنی سا بھی ایمان ویقین ان اسباب کے موثر ہونے پر نہیں ہوتا تھا اور یہی یقین وتوکل، قدم قدم پر ان محیر العقول اور عجیب وغریب کامیابیوں سے ہمکنار کرتا تھا، وہ جہاد میں تلوار بھی چلاتے تھے اور تیر بھی برساتے تھے۔کھیتی باڑی اور زراعت میں ہل بھی چلاتے تھے۔اور باغ بھی لگاتے تھے۔محنت مزدوری بھی کرتے تھے اور تجارت وکاروبار بھی کرتے تھے، مگر کوئی چیز اس یاد سے غافل نہیں کرتی تھی کہ اصل حکم اللہ کا ہے وہی ہوگا جو اللہ نے مقدر کر رکھا ہے وہی ملے گا جو اللہ چاہے اسی کو قرآن کریم نے بھی ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

متوکلین کے واقعات وحکایات: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے گھر سے نکلتے وقت "بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھ لیا تو اس سے اللہ کی طرف سے کہا جاتا ہے تم کو ہدایت دی گئی اور تمہاری کفایت کی گئی اور تم کو بچایا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

لہذا حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ اپنے گھر سے نکلتے تھے تو کہتے تھے ''بسم اللہ توکلت علی اللہ'' اسی کے ساتھ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ میں آپ کی پناہ تاہتا ہوں اس بات سے کہ بھٹکوں یا کوئی مجھے بھٹکائے، پھسلوں یا کوئی مجھ کو لغزش میں ڈال دے، یا ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں نادانی کروں یا کوئی میرے ساتھ جہالت کا معاملہ کرے، (ترمذی وابوداؤد)

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زندگی میں توکل علی اللہ کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔آتش نمرود میں ڈالے جانے کا حکم ہوا تو ملائکہ ششدر رہ گئے اور ان کی مدد کرنے کے لئے بے چین ہوگئے کہ اللہ کے خلیل پر یہ ظلم وستم ہوا اور ہم مدد کو نہ پہنچیں لہذا پانی کے فرشتے نے مدد چاہی، اللہ نے اجازت دے دی کہ جاؤ اگر ابراہیم تمہاری مدد لینا قبول کریں تو مدد کر سکتے ہو وہ فرشتہ آیا اور مدد کر کے پانی سے آگ سرد کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت ابراہیم نے پوچھا کیا اللہ نے آپ کو اپنی طرف سے بھیجا ہے؟ فرشتے نے کہا نہیں بلکہ میں خود اجازت لے کر حاضر ہوا ہوں یہ سن کر خلیل اللہ نے فرمایا جب میرے رب کو میرا حال معلوم ہے پھر بھی اس نے خود نہیں بھیجا ہے تو مجھ کو آپ کی اعانت درکار نہیں میرا رب میرے حال کو جانتا ہے اور مجھ کو اس کی ذات پر بھروسہ واعتماد ہے یہ تھی توکل علی اللہ کی شان۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت جو آخری بات کہی تھی وہ ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' تھی اور یہی جملہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے کہا:

ان الناس قد جمعو الکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالو حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ (ریاض الصالین بخاری شریف) ''بے شک لوگ (دشمن) تمہارے لئے جمع ہو گئے ہیں لہذا ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کو ایمان میں بڑھا دیا اور کہا ہمارے لئے اللہ کافی اور وہی بہترین کارساز ہے۔''

حضرت علیؓ شب ہجرت میں بستر رسول پر: جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا تو اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی، رات کا وقت ہے دشمنان رسول دولت کدہ رسول کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ کے نکلنے کا انتظار کررہے ہیں کہ نکلیں تو حملہ کر کے کام تمام کردیں ایسے خطرناک وقت میں رسول خدا ﷺ حضرت علی کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ ان شاء اللہ تم کو کوئی ایسی چیز لاحق نہ ہوگی جو تمہارے لئے ناپسندیدہ ہو، حضرت علیؓ دشمنوں کے نرغے میں آرام گاہ رسول پر سکون کی نیند سوتے ہیں دنیا والوں کی سازشوں اور پلانوں سے بے نیاز رسول اللہ خدا کے فرمان اور رب العالمین کی ذات پر توکل کر کے یہ ثابت کرتے ہیں: ع　جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

غار ثور میں توکل علی اللہ: اسی شب ہجرت کا واقعہ ہے رحمت عالم ﷺ اپنے رفیق خاص ابوبکر صدیق کے ہمراہ غار ثور میں پناہ گزیں ہیں (یہ سب ظاہری وسیلہ ہے کیونکہ اصلی اعتماد تو اللہ کی نصرت وحفاظت کرنا پر ہے) کفار مکہ تلاش کرتے ہوئے غار کے دہانہ تک جا پہنچے اتنے قریب کہ اگر کوئی غار میں جھانکے تو دیکھ لئے جائیں۔ صدیق اکبر فکرمندی سے فرماتے ہیں اللہ کے رسول دشمن تو سر پر آ پہنچے جواب ملتا ہے ابوبکر گھبراؤ مت اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(لاتحزن ان اللہ معنا) سورۃ التوبہ۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ اور توکل: حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے غربت ومسکنت اور فقر وفاقہ میں تربیت پائی ہے والد محترم کا سایہ شفقت اٹھ گیا تھا والدہ صاحبہ اپنے وقت کی ولیہ زاہدہ تھیں توکل علی اللہ سرمایہ حیات تھا، حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ والدہ کا معمول تھا کہ جس روز ہمارے گھر کچھ پکانے کو نہ ہوتا تھا تو فرماتیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں یہ بات سن کر مجھے بڑا ذوق آتا تھا، ایک دن کوئی خدا کا بندہ ایک تنکہ غلہ گھر میں دے گیا چند دن متواتر اس سے روٹی ملتی رہی، میں تنگ آ گیا اور آرزو میں رہا کہ کب والدہ صاحبہ فرمائیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں آخر وہ غلہ ختم ہو گیا، والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں یہ سن کر مجھے ایسا ذوق اور ایسا سرور حاصل ہوا کہ بیان میں نہیں آ سکتا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت، جلد سوم)

بابا فریدالدین گنج شکرؒ اور توکل: تمام زندگی فقیرانہ عسرت اور درویشانہ استغناء کے ساتھ گزاری، گھر

میں اکثر فاقہ ہوتا تھا' ایک روز گھر میں نمک نہ تھا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے مرشد کی خاطر ایک درم کا نمک کا نمک بقال سے ادھار لیا اور ویلہ (ایک قسم کا پھل تھا جس کو سرکہ اور نمک سے پکا کر اچار بنایا جاتا تھا) پکا کر مرشد کے پاس لے گئے حضرت گنج شکرؒ نے کھانے کے لئے پیالہ میں ہاتھ ڈالا تو ہاتھ میں گرانی محسوس ہوئی' لقمہ اٹھا نہ سکے فرمایا: ''ازیں بوئے اسراف می آید'' پوچھا کہ نمک کہاں سے لا کر ڈالا گیا ہے حضرت نظام الدین اولیاء نے ڈرتے ہوئے عرض کیا کہ قرض کا ہے' حضرت نے فرمایا درویشوں کو فاقہ سے موت آ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ لذت لسانی کے لئے مقروض ہوں' قرض اور توکل میں بعد المشرقین ہے۔ (بزم صوفیہ' ص: ۱۶۶)

<u>خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور شان توکل:</u> آپکی گھریلو زندگی' عسرت وتنگی اور فقر وفاقہ میں گزرتی تھی' آپکی اہلیہ پڑوس کے ایک بقال (بنیا) سے ایک تنکہ یا بہلول (اس دور کا سکہ تھا) قرض لے لیا کرتی تھیں اور کام چلاتی تھیں جب انتظام ہو جاتا تو قرض ادا کر دیتی تھیں' ایک دفعہ بقال کے بیوی نے طنزاً کہا کہ اگر میں تم کو قرض نہ دوں تو تمہارے بچے بھوکوں مر جائیں' جب خواجہ صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اہلیہ کو قرض لینے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ طاق میں سے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ کر کاک لے لیا کرو لہذا وہ ضرورت کے وقت اس ترکیب پر عمل کرتیں اور طاق میں ''کاک'' ملتا تھا جس کو لیکر بچوں کو کھلاتی تھیں۔ اسی وجہ سے بختیار کاکی مشہور ہوئے۔ (دیکھئے بزم صوفیہ' ص: ۹۸)

اس قسم کے بہت سے واقعات صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی سیرتوں میں ملتے ہیں' توکل وقناعت ہی ان پاکیزہ صفات بزرگوں کا سرمایہ ناز ہوتا تھا' کتنے واقعات ایسے ہیں جن پر بظاہر یقین نہیں آتا مگر تاریخ کے اوراق ان کو مستند حوالوں سے دہراتے ہیں جب ایمان اس درجہ پر پہنچ جاتا تو اللہ کے سوا کسی کی ذات پر ذرہ برابر بھروسہ نہیں ہوتا تو محیر العقول واقعات رونما ہوتے ہیں۔

<u>توکل سے متعلق لطیفہ:</u> کہتے ہیں کہ کسی پریشان حال شخص نے ایک مجلس میں کسی بزرگ سے توکل علی اللہ کی فضیلت سنی کہ جب اللہ پر توکل ہو جاتا ہے تو اللہ ہر ضرورت پوری کر دیتا ہے' بس کیا تھا اس نے ہر طرف سے منہ موڑ لیا اور توکل کے نام پر ایک ویران جگہ پر جا بیٹھا' کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ تھا' پاس ہی ایک قبر تھی' کچھ لوگ نذر ونیاز کا کھانا لے کر قبر پر آئے اور رکھ کر چلے گئے' رات میں چور آئے اور دیکھا کہ مرغن کھانا رکھا ہوا ہے پاس میں ایک آدمی بھی لیٹا ہوا ہے' ان چوروں نے کھانا کھانے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ کہیں ہم کو مارنے کے لئے زہر نہ ملایا گیا ہو ایسا کرتے ہیں کہ پہلے اس شخص کو کھلاتے ہیں اسکو جگایا اور کھانے کو کہا اس آدمی نے انکار کر دیا تو چوروں کو شبہ اور قوی ہوا' اب تو مارنے لگے کہ کھاؤ ورنہ مار ڈالینگے۔ اس نے مجبوراً کھایا۔ دوسرے دن واپس آیا اور مولانا سے شکایت کی کہ آپ پوری بات نہیں بتاتے جب توکل پر تقریر ہی کرنی تھی تو اتنا ضرور بتاتے کہ توکل کرنے پر مار بھی پڑتی ہے' تب اللہ کھلاتا ہے (بے سند واقعہ ہے)

مولانا احمد عبدالمجیب قاسمی ندوی (واشنگٹن)

ویلنٹائن ڈے بے حیائی کی سالگرہ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایک نظام اخلاق اور پاکیزہ واصول معاشرت کا پابند بنایا ہے۔ ایسا نظام جس مین انسان کی آزادی، انسانی فطرت کی رعایت، انسانی جذبات، خواہشات اور احساسات کا خیال بھی ہے۔ اور دین واخلاق کے بنیادی اصول، اورشرافت وانسانیت کی قدروں کا پاس ولحاظ بھی، عفت وعصمت کی حفاظت بھی ہے اور تہذیب و معاشرت اور مذہب وتمدن کا حسن امتزاج بھی اسی لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے جہاں اخلاق کے بنیادی اصول بھی عطا کئے ہیں، وہ اصول جن کی بنیاد پر اخلاق کے حسن وقبح کا فیصلہ ہوسکتا ہے، یوں تو اخلاق کی ایک فہرست تمام مذاہب اور جملہ انسانی معاشروں میں مشترک رہی ہے اور یہ وہ ابدی اخلاق وفضائل ہیں، جنہیں انسانوں کا ہر معاشرہ قبول کرتا ہے، انہیں اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور اسلام ان کی آفاقی صداقتوں کوتسلیم کرتا ہے، تاہم اسلام نے انسانی زندگی کی اخلاقی تنظیم کے لئے مستحکم اصول عطا کئے ہیں، جن کی تفصیل کتاب الٰہی اور سنت نبوی ﷺ میں موجود ہے اور ان اصول میں آپ دیکھیں گے کہ خدائی قوانین کے ساتھ عقل وخرد کی باتیں، ضمیر کی آواز، قوانین فطرت اور حکمت و بصیرت، سب یکساں طور پر مجتمع ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے جس نظام اخلاق سے انسانیت کو متعارف کرایا ہے، اسمیں ایک اہم وصف حیاء بھی ہے، یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے، سلامتی فطرت کی علامت ہے، مروت اور شرافت کی پہچان ہے، یہ انسان کا ایک ایسا فطری وصف ہے جس سے انسان خوبی وکمال کی راہ پاتا ہے اور اس سے شجر اخلاق وانسانیت کو غذا ملتی ہے اور اسکی شاخوں کو تازگی اور شادابی فراہم ہوتی ہے، یہ وصف قدرت نے ہر انسان کی فطرت میں ودیعت کر رکھا ہے۔ اس وصف کی بقاء انسان کی تربیت پر موقوف ہے کہ صحیح تربیت اور پاکیزہ ماحول سے وہ قائم رہتا ہے اور اگر انسان بری صحبت کا عادی بن جائے اور مناسب تربیت سے وہ محروم رہ جاتا ہے تو پھر وہ ایک عظیم اخلاقی وصف وکمال سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بے شرمی وبے حیائی کے کام کرنے میں بے خوف ہو جاتا ہے اور یہ ہے انسانی اخلاق کی پستی اور انسان کی رسوائی۔

اسلام کا ابر رحمت جس خطہ زمین اور جس معاشرہ پر سایہ فگن ہوا، وہ ۔ بانی ہدایت سے محروم اور تہذیبی قدروں کے اعتبار سے غیر ترقی یافتہ معاشرہ تھا، عرب میں گرد وپیش کے اور علاقوں کی طرح شرم وحیا کا لحاظ نہ تھا ننگے نہانا عام بات تھی، لوگ حرم کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان کپڑوں میں طواف نہیں کرتے جن میں ہم معصیت کرتے ہیں، چونکہ عرب میں قضاء حاجت کے لئے خصوصی انتظام نہ تھا، لوگ میدانوں میں رفع حاجت کے لئے

جایا کرتے تھے اور پردہ کا خیال نہیں رکھتے، بلکہ آمنے سامنے بیٹھ جایا کرتے تھے اور ہر قسم کی بات چیت کرتے تھے اس لئے آنحضورﷺ نے اس کی سخت ممانعت کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ آپﷺ نے حیاء کو ایک اخلاقی قدر کے طور پر عام کیا' آپﷺ نے فرمایا"الحیا لایاتی الابخیر" حیاء سے صرف بھلائی پہنچتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حیاء سراپا خیر ہے' یہ ایک ایسا بنیادی اخلاقی وصف ہے جس سے کئی دوسرے اخلاقی اوصاف کی پرورش ہوتی ہے' عفت و پاکبازی اسی کی بدولت محفوظ رہتی ہے' ایک دوسرے کے ساتھ مروت و چشم پوشی اسی کے باعث پیدا ہوتی ہے' اور بہت سے گناہوں سے بچے رہنا حیاء کی برکت سے ہوتا ہے' اسی لئے آنحضورؐ سے منقول ہے" لوگوں میں پہلے انبیاء کی جو باتیں پائی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر تم میں شرم وحیاء نہیں تو جو چاہو کرو' قرآن وحدیث میں فحش و منکر باتوں سے جس انداز میں روکا گیا ہے اور آنحضورﷺ نے حیاء کی اہمیت پر جس طرح زور دیا ہے' اس کے نتیجہ میں'' حیاء'' اسلام کا ایک مخصوص اخلاقی وصف بن گیا ہے' اسی لئے حدیث میں آیا ہے'' ہر دین کا ایک خالص خلق ہوتا ہے۔ اور اسلام کا خلق خلق حیاء ہے'' اسی طرح آپﷺ نے فرمایا ہے کہ'' ایمان کی ساٹھ سے اوپر کچھ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے(بخاری) نبی کریمﷺ کی ذات میں حیاء کا وصف بدرجہ اتم موجود تھا' چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو انسانیت کے لئے بطور نمونہ پیش کرنا چاہتے تھے' اس لئے ہر ایسے کام سے حفاظت فرمائی' جو مزاج و منصب نبوت کے منافی ہوسکتی تھی' کتب وحدیث و سیرت میں یہ واقعہ موجود ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہورہی تھی آپﷺ بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے' آپﷺ کے چچا عباسؓ نے کہا کہ تم تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لو' تاکہ پتھر کی رگڑ نہ لگے' ایسا کرنا تھا کہ آپﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی اور زمین پر گر گئے' آنکھیں آسمان پر لگی تھیں اور زبان پر تھا ''اِزاری' اِزاری'' (میرا تہبند' میرا تہبند) حضرت عباسؓ نے تہبند باندھ دیا (بخاری) نبی اکرمؐ کے اندر حیاء کی یہ وصف جس طرح موجود تھی' اس کو آپﷺ کے صحابہؓ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ''رسول اکرمؐ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے''

حیاء ہر معاملے میں مطلوب ہے' شرم کے تقاضے کی رعایت میں قرآن حکیم نے جو اسلوب کنایہ استعمال کیا ہے' اس کی مثالیں قرآن میں بہ کثرت موجود ہیں' اور خود صاحب قرآن (ﷺ) کی زبانِ وحی و نبوت بھی شرم وحیاء کی رعایت میں نہایت محتاط اور باوقار ہوتی تھی' مرد و عورت کے بعض مخصوص مسائل و معاملات کو بیان کرنے کیلئے آپﷺ نے جو حیاء دار اسلوب اور پردہ دار تعبیر اختیار فرمائی ہے' وہ لسان نبوت کا کمال اور حیاء نبویﷺ کا ترجمان ہے' دورِ نبوت کی خواتین میں بھی یہ مزاج تھا کہ اس نوعیت کے مسائل کو ازواج مطہرات کے واسطے سے دریافت کرتیں' حدیث میں حضرت علیؓ کی شرم وحیاء اور ان کی غیرت کا یہ ثبوت موجود ہے کہ حضورﷺ سے انہیں'' مذی'' (وہ جو صنفی ہیجان کا موقع پر جسم انسانی کے مخصوص مقام سے نکلتا ہے) کے بارے میں دریافت کرنا تھا' مگر صاحبزادی

رسول ﷺ حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی زوجیت میں تھیں' اس لئے شرم کے مارے خود سوال نہ کر سکے' بلکہ اپنے ساتھ حضرت مقداد بن اسودؓ سے استفسار کروایا' بعض روایتوں میں حیاء کو مکمل دین قرار دیا گیا' چنانچہ ایک صحابیؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ کیا حیاء بھی دین میں داخل ہے' آپ ﷺ نے فرمایا'' بلکہ وہ مکمل دین ہے' پھر فرمایا کہ اصل میں حیاء پاکیزگی کا نا کام ہے۔''

حیاء کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن وحدیث میں تقاضائے شرم وحیاء کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے' اسلام کے بیشتر احکام وہ ہیں جن کے توسط سے انسانی اخلاق کے اس جوہر کی حفاظت کا سامان فراہم کیا گیا' عورتوں کے لئے پردہ کا کم' زیب وزینت کے ساتھ بے پردگی اور مواقع زینت کے اظہار (غیر محرم کے لئے) پر پابندی' نگاہوں کی حفاظت۔ یہ سب احکام اسی پس منظر میں ہیں' نکاح میں کنواری لڑکی کیلئے خاموشی کو رضامندی سمجھا گیا کہ زبان سے اظہار اس کے لئے ضروری نہیں' مرد وعورت کی ''اندرون خانہ'' باتوں کو ''بیرون خانہ'' بیان کرنے سے روکا گیا' انداز گفتگو' چال ڈھال اور عام وخاص لوگوں کیساتھ برتاؤ وغیرہ تمام معاملات میں شرم وحیاء کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

یہ ہے حیاء کا وہ تصور جو ہماری اسلامی تہذیب اور دینی تعلیم کا ایک حصہ ہے' مگر افسوس کہ حیاء جو انسانی فطرت کا لازمی حصہ تھی' آج وہ عنقاء ہوگئی ہے اور اس سے بڑھ کر افسوس اس امر کا ہے کہ فحاشی اور بے حیائی کے لئے ایک دن مستقل طور پر مخصوص کرلیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان جب گناہ کا عادی بن جاتا ہے' بے شرمی و بے غیرتی زندگی کا جزء بن جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ انسان اور انسانی سماج ومعاشرہ ادب واخلاق اور تہذیب ومعاشرت کے بندھ سے آزاد ہو جاتے ہے' تو یہی بداخلاقی اور بدتہذیبی اس سماج میں تہذیب وثقافت کی صورت اختیار کرلیتی ہے' مغربی تہذیب کا حقیقت پسندانہ مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس نام ونہاد تہذیب نے انسانیت کو حقیقی تہذیب سے محروم اور ''دوکفِ جو'' کا غلام بنا رکھا ہے' برائی کو خوبی وہنر کا پیرہن دے دیا گیا ہے' اپنی بے حیاء تہذیب کو اصل تہذیب کا نام دے دیا گیا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا' جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

یہ مغربی تہذیب ہی کی دین ہے کہ آج ۱۴/فروری کی تاریخ بے حیائی اور بے غیرتی کا نشان بنی ہوئی ہے اور بے حیائی کی گرم بازاری نے مغرب کے ساتھ مشرق کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے' St. Valentine's Day کے نام سے فروری کی ۱۴/ تاریخ لڑکوں اور لڑکیوں میں عشق ومحبت کی آگ لگا دی جاتی ہے۔

ایک عرصہ سے مغربی دنیا میں ''ویلنٹائن ڈے'' خصوصی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے' تاریخ میں ویلنٹائن نامی متعدد انسانوں کا تذکرہ ملتا ہے' ویلنٹائن ڈے سے متعلق پس منظر اور اس کے آغاز کی کہانی مختلف انداز میں بیان کی

گئی ہے، محض تاریخی واقفیت کے لئے اس کی بعض تفصیلات مشہور تر روایت کے مطابق ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ روم کی دیوی Juno جو عورتوں کی عصمت وعفت اوران کی عزت وآبرو کی محافظ سمجھی جاتی تھی، اسکے نام پر روم میں ماہ فروری میں یہ تہوار منایا جاتا تھا۔ اس موقع پر رومی تہوار کی عام روایت کے مطابق شراب و شباب کی محفلیں آراستہ کی جاتیں، رقص وسرود کا بازار گرم ہوتا، بعد میں جب یورپ مین عیسائیت کا غلبہ ہوا، اور ہر طرف عیسائی مذہب اور تہذیب کے اثرات پھیلنے لگے تو عیسائیت کی مذہبی قیادت نے اس کافرانہ عہد روم کے مشرکانہ تہوار کو نصرانیت کا جامہ پہنادیا، تفصیل یوں ہا کہ رومی فرماں روا Claudius II (وفات، ۲۱۴ء) جس کا عہد حکومت دو سال (۲۶۸ء۔۲۷۰ء) پر محیط تھا، نے نوجوانوں پر شادی اور ازدواجی زندگی اختیار کرنے پر پابندی لگادی، تاکہ وہ محاذ جنگ سے راہ فرار اعتیار نہ کرسکیں۔ قیصر وقت کے اس فرمان کے خلاف اسوقت کے پادری ویلنٹائن نے تحریک شروع کی، اور حکومت کی نگاہ سے چھپا کر لوگوں کی شادی کروانے لگا، قیصر وقت کو جب اس کی اطلاع ملی اور جرم ثابت ہوگیا تو اس پادری ویلنٹائن خود رومن کیتھولک چرچ کے اصولوں کے مطابق غیر شادی شدہ تھے، اس کی وفات کے تقریباً سوا دوسو سال بعد ۴۹۶ء میں پوپ نے اسے سینٹ کے خطاب سے نوازا اور نصرانی اولیاء کی فہرست میں اسے شامل کردیا، چونکہ یورپ مذہبی طور پر عیسائیت کو قبول کرچکا تھا، اس لئے قدیم کافرانہ عہد روم کے اس تہوار کو ویلنٹائن کی موت (شہادت) کی یاد میں عیسائی تہوار کی حیثیت دے دی گئی۔ ویلنٹائن ڈے جب عیسائی مذہبی تہوار کی صورت میں نمودار ہوا تو شہوانیت، لہو ولعب اور فحش کاریوں کا زور کم ہوگیا، اور عشق ومحبت اور عہد وفا کی طرف زیادہ رجحان ہوگیا، گویا کافرانہ عہد میں یہ دن نفس پرستی وشہوت انگیزی (Ecoticism) سے عبارت تھا اور عیسائی مذہبی حیثیت میں اس مخصوص دن کا رجحان Romance کی طرف بڑھ گیا، (دیکھئے The folker of World Holidays صفحہ ۱۳۳۔۱۳۴)

افسوس کہ عشق ومحبت جیسے پاکیزہ الفاظ بھی مغرب کی بے حیا تہذیب کے نتیجہ میں بے غیرتی کا عنوان بن گئے ہیں، ظاہر ہے جس تہذیب کی بنیاد ہی بے حیائی ہو، اس کا انجام اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس تہذیب کا علمبردار مغرب آج خاندانی نظام کے بکھراؤ کا شکار ہے، زندگی سے سکون رخصت ہوچکا ہے، ماں، باپ اور اولاد کے درمیان ربط اور تعلق مفقود ہے، بچے ماں کی ممتا اور باپ کے پیار سے محروم ہیں، اور ماں باپ اپنے جگر پاروں کیلئے سراپا اضطراب ہیں

اس تہذیب مغرب کے لئے جس کی اباحیت پسندی اور فحش وآوارگی اپنی تمام انسانی واخلاقی حدود کو پار کرچکی ہے، آج بھی وہی راستہ ہے جو اسلام اور اس کے پیغمبر ﷺ کا دکھایا ہوا ہے۔ اسی میں اس کے درد کا درماں اور مرض کا مداوا ہے، یہ کام ہمارا اور آپ کا ہے کہ ہم اس بیمار معاشرہ کو صحت وتندرستی کی راہ دکھائیں، اور بے حیائی کے اس ماحول سے اپنے بچوں اور نوجوانوں کی حفاظت کرتے ہوئے ''بیمار مغرب'' کے لئے مسیحا ثابت ہوں۔

•

جناب ضیاء الحق صاحب

فلسطینی انتخابات میں حماس کی تاریخی فتح

اسرائیل، امریکہ اور یورپی یونین کا منافقانہ کردار

مشرق وسطیٰ ایک بار پھر عالمی سیاست کا مرکز و محور بن گیا ہے بالخصوص فلسطین کے پارلیمانی انتخابات میں عسکریت پسند تنظیم حماس کی کامیابی نے دنیا کو حیران اور اسرائیل اور اس کے حمایتی ٹولے کو پریشان کر دیا ہے۔ عراق میں صدر بش کی طرف سے اعلان فتح کے تین سال گزرنے کے بعد بھی اتحادیوں کو فتح نصیب نہیں ہوئی اور اس بدقسمت ملک میں خودکش دھماکوں نے نہ صرف عراقیوں بلکہ جدید اسلحہ اور ہتھیاریوں سے لیس اتحادی اور عراقی فوجیوں کو غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ جس سے امریکی افواج کے انخلاء کے مطالبوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے لیکن امریکی صدر بش اب دنیا کو ایرانی خطرہ سے خوفزدہ کرنے اور اسکے خلاف پابندیوں کے لئے عالمی برادری کا تعاون حاصل کرنے کی مہم تیز کر چکے ہیں جس میں برطانیہ جرمنی اور فرانس کے علاوہ دیگر ممالک بھی ان کے ساتھ دینے پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ فلسطین میں امن کے عمل کو آگے بڑھانے کے لئے یاسر عرفات کی وفات کے بعد مغربی ممالک محمود عباس کی حمایت کرتے آئے تھے اور ان کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے انہوں نے اسرائیل پر بھی دباؤ بڑھا دیا تھا۔ جس کے بعد سابق اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون نے غزہ سے اسرائیلی فوجیوں اور آبادکاروں کو نکال کر یہ علاقہ فلسطینی انتظامیہ کے حوالہ کر دیا تھا۔ اسرائیل کے اس اقدام کے بعد یہ توقع کی جا رہی تھی کہ پارلیمانی انتخابات میں الفتح کو پہلے سے کہیں زیادہ نشستیں ملیں گی لیکن انتخابی نتائج ان توقعات کے الٹ نکلے غیر حتمی نتائج کے مطابق انتخابات میں کل 132 نشستوں میں سے حماس نے 76، فتح نے 43، پی ایف ریلی پی نے 3، بادل نے 2، آزاد فلسطین جماعت نے 2، اور تھرڈ وے پارٹی نے 2، نشستوں پر کامیابی حاصل کر لی ہے انتخابات میں حماس کی واضح برتری حاصل کرنے کے بعد اسرائیل اور مغربی ممالک نے اپنی توپوں کا رخ اسی کی طرف کر دیا ہے اور اسرائیل نے اعلان کیا ہے کہ وہ ایسی کسی حکومت سے مذاکرات نہیں کرے گا جس میں حماس شامل ہو، اسرائیلی وزیر اعظم ایہود اولمرٹ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اسرائیل کسی ایسی فلسطینی حکومت سے مذاکرات نہیں کرے گا جس میں ایسے اراکین شامل ہوں جو اسرائیل کی تباہی چاہتے ہوں امریکہ کے صدر بش نے حقیقت حال تسلیم کرتے ہوئے حماس سے غیر مسلح ہونے، اسرائیل کو تسلیم کرنے اور علاقہ میں

قیام امن کے لئے کام کرنے کا کہا ہے جبکہ برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بھی حماس سے راہ راست پر آنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ حماس کو اب جمہوریت اور تشدد میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا' اسرائیلی وزیر خارجہ نے یورپی یونین سے اپیل کی ہے کہ وہ خطہ میں دہشت گرد حکومت کا راستہ روکے واضح رہے کہ یورپی یونین فلسطینی انتظامیہ کے لئے سب سے بڑا سہارا ہے جس نے پچھلے چند سال کے دوران فلسطینی انتظامیہ کو سب سے زیادہ امدادی رقوم فراہم کی ہیں۔

آج سے 19 سال قبل 1987 میں قائم ہونے والی اسلامی مزاحمتی تنظیم حماس (حرکت المقاومۃ الاسلامیہ) نے اسرائیلی کارروائیوں کا بڑی فراخدلی سے جواب دیا ہے۔ الفتح تنظیم کی طرف سے اوسلو معاہدہ میں اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنے کے بعد حماس نے اسرائیلی درندہ صفت فوجیوں پر اپنے حملے اور زیادہ تیز کر دیئے تھے بالخصوص دوسری انتفادہ کے دوران اکثر خودکش حملوں کی ذمہ داری اس نے قبول کی ہے جس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ حماس طاقت کے بل بوتے پر فلسطین کو آزاد کرنا چاہتا ہے۔ اسرائیلی قیادت کے بقول حماس کا منشور اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہے یہ درست ہے کہ حماس ارض فلسطین کو ایک اسلامی وقف سمجھتی ہے جو کسی غیر مسلم کی ملکیت میں نہیں دیا جاسکتا لیکن زمینی حقائق کچھ اور بیان کررہے ہیں دوسری جنگ عظیم کے بعد اس جنگ کے فاتحین نے دینا بھر سے یہودیوں کو لا کر ارض مقدس میں آباد کیا اور انہیں اپنی قومی ریاست کے قیام کے لئے ورغلایا جس کے بعد صہیونی تحریک مزید زور پکڑ گئی اور صیہونیوں نے شدت پسند تنظیم بنائی جس نے 1948ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران فلسطینیوں کا قتل عام کیا انہیں اپنی آبائی زمینوں سے بے دخل کر کے ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے پر مجبور کیا گیا اور پھر اریل شیرون کی طرح کے درندہ صفت یہودیوں نے ان کی زندگی اجیرن بنادی۔ اسرائیل نے اندرون ملک فلسطینیوں کو سکون سے جینے دیا نہ انہیں بیرون ملک زندگی گزارنے کا حق دیا گیا۔ صابرہ اور شتیلہ کے مہاجر کیمپوں میں جس طرح فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی' غزہ کی پٹی اور مغربی کنارہ میں جس طرح فلسطینیوں کو اٹھا اٹھا کر قتل کیا جاتا رہا اور آدھی صدی سے زیادہ عرصہ کے دوران جس طرح معصوم اور نہتے فلسطینیوں کو جس طرح کے ظالمانہ اور استبدادی ہتھکنڈے آزما کر فلسطینیوں کو ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام سے روکا گیا۔ اس کا جواب فلسطینی مظلومین خودکش حملوں سے نہ دیتے تو اور کیا کرتے فلسطینیوں کے پاس اسرائیل اور عالمی برادری نے اور رہنے ہی کیا دیا ہے۔ ان کے پاس صرف اپنی جانوں کا بوجھ ہی تو رہ گیا ہے اب وہ اپنی مٹی کے لئے اپنی جانوں کی بھی قربانی نہ دیں تو کیا کریں؟ حماس تنظیم کا قیام اور اس کی کارروائیاں بھی شاید فلسطینیوں کی ایک مجبوری تھی جس کا ازالہ کیا جانا چاہیے بصورت دیگر آگ اور خون کا یہ کھیل کبھی ختم نہیں کیا جاسکے گا اگرچہ فلسطینی عوام اس کھیل کو جیتنے کی پوزیشن میں نہیں لیکن اسرائیل کو بھی فتح کی توقع نہیں

رکھنی چاہیے کیونکہ تحریک حریت کے پروانوں کو ظلم و جبر کا بازار گرم کر کے خاموش نہیں کیا جا سکتا۔ حماس نے انتخابات کے دوران اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بات اپنے منشور سے نکال دی تھی جو یہ یقین کرنے کے لئے کافی ہے کہ اگر اسے سیاسی عمل میں شریک کیا گیا اور اس کے مطالبات ان لئے گئے تو حماس تشدد کا راستہ چھوڑ دے گی علاوہ ازیں 2004ء میں حماس نے اسرائیل کو دس سال کے لئے جنگ بندی کی پیشکش کردی تھی اب اگر اسرائیل ہی جنگ بندی کے لئے تیار نہیں تو اس میں حماس کا کیا قصور ہے حماس نے عملاً اسرائیل کو تسلیم کرلیا ہے اور اگر اسے حکومت بنانے کا موقع دیا گیا تو حماس کے رہنما اسرائیل سے مذاکرات کے لئے بھی تیار ہوں گے۔ اس وقت حماس کو فلسطینی عوام کی اکثریت کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ جس کے بل بوتے پر نئی قیادت کوئی بھی فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کرے گی۔ اس لئے حماس کی جیت کو خطہ میں قیام امن کیلئے ایک بہترین موقع سمجھنا چاہیے اور اسے ضائع کردینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ انتخابات میں حماس نے ہی اکثریتی نشستوں پر کیوں کامیابی حاصل کی؟ حقیقت یہ ہے کہ حماس صرف ایک عسکریت پسند تنظیم ہی نہیں اسرائیلیوں پر حملے اس کا عسکری ونگ عزالدین القاسم بریگیڈ ہی کرتا رہا ہے۔ حماس صرف اس بریگیڈ تک ہی محدود نہیں بلکہ اندرون فلسطین یہ ایک مضبوط سیاسی جماعت ہے جس کی شاخیں فلسطین کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ پچھلے چند سال کے دوران حماس نے جس طرح منظم انداز میں فلسطینیوں کو درپیش مسائل پر ان کا ساتھ دیا جس طرح صحت و تعلیم کے مراکز کھولے اور جس طرح میرٹ کی بنیاد پر مستحقین کو مالی اور اخلاقی مدد فراہم کی اس سے اس تنظیم نے فلسطینیوں کے دل جیت لئے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس تنظیم نے الفتح کی طرح اسرائیل کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے ہیں بلکہ مصیبت کی گھڑی میں فلسطینی معصومین کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ حماس کی طرف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے سے انکار کے بعد اسرائیل نے ٹیکسوں کی مد میں فلسطینی انتظامیہ کو دی جانے والی 45 ملین ڈالر کی رقم منجمد کردی ہے جو یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ حماس کی طرف سے نہیں بلکہ اسرائیل کی طرف سے ہو رہا ہے۔ حماس 1967ء کی جنگ سے قبل اسرائیل کے علاقوں کو اسرائیل کی ملکیت تسلیم کرنے کے لئے رضامند دکھائی دے رہی ہے۔ لیکن اس جنگ کے دوران اور اس کے بعد بھی اسرائیل نے عرب علاقوں کو ہتھیانے کی پالیسی جاری رکھی ہوئی ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو غاصب اسرائیل کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکنا حماس کا ایک درست موقف ہے۔ جس سے فلسطینیوں کی بہتر ترجمانی ہو رہی ہے۔ اسرائیل فلسطینی شہریوں کے علاوہ الفتح اور حماس کے متعدد رہنماؤں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اس نے فلسطینیوں کو ٹارگٹ کلنگ کا بازار بنا دیا ہے۔

موجودہ صورتحال میں لچک دکھانے کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اگر اسرائیل لچک نہیں دکھا رہا ہے تو

عالمی برادری کو حماس یا پھر عرف عام میں فلسطینیوں سے عدم تعاون کا گلہ نہیں کرنا چاہیے۔ فلسطین سے باہر عراق میں بھی مسلمانوں کا خون ارزاں ہو چکا ہے۔ امریکی غلطی اور بدمعاشی کی قیمت آج عراقی عوام ادا کر رہے ہیں جن کی جان و مال کہیں بھی محفوظ نہیں۔ عراق میں 2 کھرب ڈالر کے نقصانات کے باوجود امریکہ کے حواس بحال نہیں ہو رہے ہیں۔ اور صدر بش نے عراق سے اپنے فوجیوں کے انخلاء کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ عراق میں امریکی ہلاکتوں کا آئندہ انتخابات پر گہرا اثر پڑے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے پٹھو مسلمانوں کے درپے آزاد ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ عراق کے ہمسائے ایران کے خلاف بھی امریکہ اور اس کے حواریوں کے عزائم کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔ جن کی خواہش ہے کہ ایران پر اقتصادی پابندیاں عائد کر کے اس کی معیشت کا جنازہ نکال دیا جائے۔ امریکہ برطانیہ اور فرانس نے اپنے ہاں جوہری ہتھیاروں کے انبار لگا دیئے ہیں جن سے دنیا کے وجود کو ہی خطرہ لاحق ہے لیکن آج کی دنیا کے یہ بدمعاش ایران کو ہی ہدف بنائے ہوئے ہین۔ سی آئی اے کی اس رپورٹ کے باوجود کہ ایران ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری سے اب بھی دس سال کے فاصلے پر ہے، مغربی ممالک ایران کو تنہا کر کے اسے اپنے سامنے جھکانا چاہتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف ایرانی قوم ڈٹ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی ہے۔ محمود احمد نژاد اس معاملہ پر آج پہلے سے کہیں زیادہ مقبول ہیں اور پوری قوم ان کے ساتھ ہے۔ لیکن بیرون ملک امریکہ کا مسئلہ چل رہا ہے اور غالب امکان ہے کہ امریکہ اپنی چالبازیوں میں کامیاب بھی ہو جائے۔

موجودہ صورتحال میں اسلامی دنیا غیروں کے ہاتھ یرغمال بنی نظر آ رہی ہے۔ ہر جگہ مسلمان روندے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر میں خوف و ہراس پھیلانے والے واقعات میں مسلمان ہی ملوث پائے جاتے ہیں۔ عالمی امن کے ٹھیکیداروں کو مسلمانوں کی ابتر صورتحال کا احساس ہونا چاہیے۔ لیکن انہیں یہ احساس تب تک نہیں ہوگا، جب تک ہم خود کو اس قابل نہ بنائیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے مسائل کے لئے غیروں کو مورد الزام ٹھہرا کر خود بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔ جب تک مسلمان اپنے اندر کی برائیوں اور غلطیوں کا خاتمہ نہیں کرتے تب تک مسلمانوں کو چین نصیب نہیں ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ او آئی سی اور انفرادی طور پر تمام مسلمان ممالک اس اہم موڑ پر اپنا سرگرم کردار ادا کریں۔ فلسطین عراق اور ایران کے حوالے سے بالخصوص پاکستان کو بھی اپنا متحرک کردار ادا کرنا ہوگا۔ اگر آج ہم اپنی صفوں کو درست نہیں کریں گے تو کل ایک خوفناک مستقبل ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

دارالافتاء: مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

مفتی واستاذ شعبہ تخصص، جامعہ حقانیہ

مخالف مسلک کے امام کی اقتداء میں نماز کا حکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از: مرغوب احمد لاجپوری، ایشفیلڈ انگلینڈ

محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی مختار اللہ صاحب حقانی دامت برکاتہم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ میں الحمدللہ آنجناب کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر وعافیت کا طالب ہوں۔

نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟ آیا بلا کسی شرط کے ان کی اقتداء صحیح ہے؟ یا بشرائط صحیح ہے؟ اس بارے میں علماء کا رجحان دونوں طرف معلوم ہوتا ہے۔ علامہ شامی، صاحب بحرالرائق، ملاعلی قاریؒ اور اکابر دیوبند کے اکثر فتاویٰ میں کچھ شرائط کے ساتھ اقتداء کو جائز کہا ہے۔ دوسری طرف حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ اور بعض اکابر کے فتاویٰ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرات بلا کسی شرط کے جواز کے قائل ہیں۔

جو حضرات بلا کسی شرط کے اقتداء کو درست مانتے ہیں، ان حضرات کے فتاویٰ کے حوالہ جات یہ ہیں: فتاویٰ دارالعلوم مدلل مکمل ص ۲۲۳ ج ۳، سوال نمبر ۹۲۶، فتاویٰ دارالعلوم مدلل مکمل ص ۲۲۳ ج ۳، سوال نمبر ۹۲۶، مجموعۃ الفتاوی ص ۳۹۵ ج ۱، کفایت المفتی ص ۹۲ ج ۲، جواب نمبر ۱۰۲، فتاوی مفتی محمود ص ۲۱۴ ج ۲، فتاویٰ حقانیہ ص ۲۴۲، فتاویٰ امارت شرعیہ ص ۱۵۴ ج ۲۔

اگر شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو لاکھوں احناف اور شافعی ومالکی کی اقتداء حرمین شریفین کے ائمہ (جن کے متعلق حنبلی ہونے کا گمان ہے) کے پیچھے بکراہت تنزیہی ادا ہوگی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ فقہاء نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ اگر امام فرائض مذہب مقتدی کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتداء بلا کراہت درست ہے اور اگر فرائض مذہب مقتدی کی رعایت نہیں کرتا تو اقتداء درست نہیں ہے اور اگر واجبات وسنن میں رعایت نہیں کرتا تو مکروہ ہے اسی طرح اگر شک ہے کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں کرتا تو مکروہ ہے۔ حتی کہ یہاں تک لکھا کہ اگر وہ سنن میں رعایت نہیں کرتا یا وہ چیزیں کرتا ہے جو مقتدی کے نزدیک مکروہ ہیں اور اس کے نزدیک سنت ہے، مثلاً انتقالات ارکان میں رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اور بسم اللہ میں جہر کرنا یا اخفا کرنا وغیرہ تو اسمیں کراہت تنزیہہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۹۹ ج ۲)

اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہے کہ اتنی مخالف مسلک کی رعایت کہاں اور کون کرتا ہے؟ (ہاں اگر کوئی مخلص چاہے تو کرسکتا ہے اور کرنی بھی چاہئے کہ خروج عن الخلاف تمام ائمہ کے نزدیک ادب ہے) اور قرائن سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رعایت نہیں کی جاتی۔ جیسے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت جماعت میں شریک ہو تو ضروری ہے کہ امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو، مگر حرمین شریفین میں امام عورت کی امامت کی نیت نہیں کرتے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ: ''عرصہ ہوا امام حرم سے دریافت کیا گیا تھا، انہوں نے بتایا تھا کہ ہم عورت کی امامت کی نیت نہیں کرتے ہیں'' (فتاویٰ محمودیہ ص۳۸۲ ج۱۶)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حرمین شریفین کے امام امامتِ نساء کی نیت نہیں کرتے، مزید تثبت کے لئے بندہ نے اس بارے میں شیخ عبدالعزیز بن باز سے استفتاء کیا، انہوں نے جواب میں صراحۃً تحریر فرمایا ہے کہ ان کے ہاں نیت امامت نساء ضروری نہیں (پھر حضرت شیخ بن باز کا وہ فتویٰ نقل کیا ہے) اب یہ امر بلاشبہ محقق ہوگیا کہ ائمہ حرمین شریفین عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے۔ ان کے مذہب میں نیت ضروری نہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہے بلکہ بندہ کا ذاتی تجربہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی رعایت سے متعلق کسی درخواست کی ان کے ہاں کوئی شنوائی نہیں ہوتی''

آگے فرماتے ہیں کہ ''اوپر کی تحریر سے ثابت کیا گیا کہ ائمہ حرمین شریفین کے ہاں امامتِ نساء کی نیت ضروری نہیں۔ اس پر کسی کو خیال ہوسکتا ہے کہ شاید وہ مذہب حنفی کی رعایت سے امامتِ نساء کی نیت کرلیتے ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رعایت مذہب غیر کے اہتمام کی سعادت صرف حنفیہ کو حاصل ہے۔ غیر مقلدین اور ائمہ حرمین کی رعایت مذہب غیر سے بے اعتنائی بلکہ عمداً مخالفت عام مشہور و معروف ہے۔ مع ہذا دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

۱) ان کے مذہب میں وتر کی دوسری رکعت پر سلام پھیرنا واجب نہیں، صرف افضل ہے۔ اور مذہب حنفی میں ناجائز ہے اور اس طرح وتر کا واجب ادا نہیں ہوتا، اس کا مقتضی یہ تھا کہ رمضان میں جماعت وتر میں احناف کی رعایت سے دوسری رکعت پر سلام نہ پھیریں، مگر یہ لوگ دوسری رکعت پر لازماً سلام پھیرتے ہیں۔

۲) موسم حج میں منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں امام حج قصر کرتا ہے، حالانکہ ان کے نزدیک یہاں قصر واجب نہیں سنت ہے، اور مذہب حنفی میں غیر مسافر کے لئے قصر جائز نہیں، اس کے باوجود امام قصر ہی کرتا ہے احناف کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔

بندہ نے ایک بار امام الحرم ابوالسمح سے گزارش کی کہ آپ گاڑی پر بقدر مسافت سفر چکر لگا کر عرفات پہنچیں تو ہمیں بھی آپ کی اقتداء میں نماز کا شرف مل جائے، مگر وہ اس ایثار پر تیار نہ ہوئے جسمیں ان کا ذرہ بھر بھی کوئی حرج نہیں تھا''

حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ کے وہ دلائل جو انہوں نے اپنی رائے کی تائید میں تحریر فرمائیں ہیں کہ:

شاہ ولی اللہ صاحبؒ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے، بعض بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے، بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں، بعض فصد و قے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض خاص حصے کو چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے''

امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور امام شافعیؒ وغیرہ، ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی تھی۔

ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی ااور امام ابو یوسفؒ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا۔

احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپؒ اسکے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے: کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیبؒ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔

''ایقاظ النیام'' میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذاہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں۔

بعض علماء نے مثل صاحب بحرالرائق و درمختار و ملاعلی قاریؒ وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علماء شافعیہ نے بھی تیسرے قول (جواز اقتداء بشرطیہ کہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے) کو اختیار کیا ہے، مگر وہ صحیح نہیں، گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے، درحقیقت یہ قول بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل، اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔ (علم الفقہ ص ۲۴۰ حصہ دوم، جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں)

کیا ان دلائل کی روشنی میں ان کا رجحان زیادہ قوی معلوم نہیں ہوتا؟ اور اس نازک دور میں ان کی رائے پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ان دلائل کے جوابات کیا ہیں؟ اس صورت حال کے پیش نظر آنجناب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس مسئلہ پر تفصیلی کلام فرما کر اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں اور کوئی ایسا حل نکالیں کہ نہ صرف احناف بلکہ شوافع و مالکیہ کی نماز بھی حرمین شریفین میں بلا کراہت ادا ہو۔

مرغوب احمد لاجپوری (ایشفیلڈ انگلینڈ)

۲۱ر جمادی الآخر ۱۴۲۶ھ

بمطابق ۲۷ر جولائی ۲۰۰۵ء بروز بدھ

بسم الله الرحمن الرحیم○

الجواب وباللہ التوفیق

مخالف مسلک امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا مسئلہ زمانہ قدیم سے معرکۃ الآراء چلا آرہا ہے اس مسئلہ کے حل کے بارے میں تقریباً چار اقوال مروی ہیں، بعض اھل علم حضرات مخالف مسلک امام کی اقتداء کو مطلقاً جائز سمجھتے ہیں جبکہ بعض ارباب فتویٰ اس کو علی الاطلاق منع کرتے ہیں۔ بعض اس کو جائز مع الکراہۃ کے قائل ہیں جبکہ بعض فقہاء کرام چند شرائط کے ہوتے ہوئے اس کو جائز کہتے ہیں۔ چونکہ مسئلہ اجتہادی ہے اس لئے ہمارے اکابر علماء کے فتاویٰ میں بھی اختلاف پیدا ہو چکا ہے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (امداد الفتاویٰ ۱؍۲۵۳) حضرت العلامہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (امداد الاحکام ۱؍۵۰۲) فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ (احسن الفتاویٰ ۳؍۲۸۲) اور بعض دوسرے اکابر علماء اور ارباب فتویٰ آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے مخالف مسلک امام کی اقتداء کو مشروط بالشرائط جائز سمجھتے ہیں، مگر دوسری طرف مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ، مولانا عبدالعلی بحرالعلومؒ، خاتم المحدثین علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، مفتی الہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ اور دوسرے اہل علم حضرات نے اول قول کو ترجیح دیتے ہوئے مخالف مسلک امام کی اقتداء میں نماز کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے۔ ناچیز راقم الحروف کی ناقص رائے میں زمانہ حال کے تقاضوں، اور امت مرحومہ کی وحدت اور اجتماعیت کیلئے اول الذکر رائے قرین قیاس ہے۔

ائمہ مذاہب اربعہ کے اقوال اور ان کے عملی ثبوت سے اسی رائے کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ خاتم المحققین حضرت العلامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں قال شیخنا رحمه الله والحق أنه لاعبرة لرأى المأموم بل للامام حيث توارث عن السلف والقدماء كلهم الاقتداء خلف ائمة مخالفين لهم في الفروع فالصحابة والتابعون وكذا الائمة المتبوعون كانوا يصلّون خلف امام واحد مع أنهم مجتهدون واصحاب المذاهب والاراء في الفروع مع كثيرة الاختلاف والتباين في آرائهم واقوالهم ولم ينقل عن أحد منهم نكير اوخلاف في ذلك (معارف السنن ۱؍۱۶۱)

اور یہی بات امام شاہ ولی اللہؒ اور علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی لکھی ہے: وقد كان في الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرأ البسملة ومنهم من لا يقرء ها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا يجهر بها ومنهم من كان يقنت في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقئ ومنهم من لا يتوضأ من ذلك

ومنهم من يتوضأ من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ ممامسته النار ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من اكل لحم الابل ومنهم من لا يتوضأ من ذلك مع هذا فكان بعضهم يصلى خلف بعضٍ مثل ما كان ابو حنيفةؒ و اصحابه و الشافعي وغيرهم يصلّون خلف ائمة المدنية من المالكية وغيرهم وان كانوا ولايقرؤن البسملة لا سراً لاجهراً۔ (الانصاف ص۹۰ وهكذا في فتاوىٰ ابن تیمیہ ج۲ ص۵۹۲)

بلکہ اسی طرح صاحب مذہب امام الائمۃ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں منقول ہے کہ حج کے دوران ائمہ حرمین کی اقتداء میں نمازیں پڑھا کرتے تھے حالانکہ ائمہ حرمین فروعی مسائل میں امام صاحبؒ کے مخالف تھے۔ علامہ بنوریؒ نے لکھا ہے۔ وهذا إمامنا ابو حنيفةؒ صاحب المذهب حج خمسين حجة وقيل خمساً وخمسين وكان كثير من اهل الحرمين مخالفين له في الفروع فكان يصلي خلفهم ولم يثبت في ذلك نكير عنه ولا تخلف عن الاقتداء بهم (معارف السنن ۱/۱۶۱،۱۶۲)

اسی طرح قاضی القضاء قاضی ابویوسفؒ امیر المؤمنین ہارون الرشید کی اقتداء نمازیں پڑھا کرتے تھے حالانکہ ہارون الرشید امام مالکؒ کے فتویٰ پر عمل کرتا تھا اور فروعی مسائل میں حنفیۃ کثر اللہ سوادھم کے خلاف تھے۔

هذا القاضي ابو يوسف صلّى خلف هارون الرشيد وكان هارون الرشيد احتجم وكان الامام مالك افتى هارون الرشيد بعدم الفساد به وكان مذهب ابي يوسف ضد ذلك (معارف السنن ۱/۱۶۲) علامہ ابن تیمیہؒ مزید وضاحت کے ساتھ اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صلّى ابو يوسف خلف الرشيد وقد احتجم وافتاه مالك بانه لايتوضا فصلى خلفه ابو يوسف ولم يعد (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۵۹۲)

بلکہ امام ابویوسفؒ نے ایک موقعہ پر جمعہ کی پڑھائی بعد میں پتہ چلا کہ جس کنویں کے پانی سے وضو کیا گیا ہے، اس میں مردہ چوہا تھا تو آپؒ نے نماز کے اعادہ کے حکم کے بجائے فرمایا کہ ہم اپنے اہل مدینہ بھائیوں یعنی مالکیہ کے قول کو لیتے ہیں۔ كما في البزازية عن الامام الثاني وهو ابو يوسف أنّه صلّى يوم الجمعة مغتسلا من الحمام صلّى بالناس وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة ميتة في بير الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا (بحوالہ الانصاف ص۹۱)

حالانکہ فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے اعتبار سے اس کنویں کا پانی نجس ہے اور ناپاک پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوتی اور اگر کسی نے اس قسم کے پانی سے وضوء کیا ہو تو اس پر اعادۃ نماز واجب ہے، مگر امام ابو یوسفؒ نے خود مالکیۃ کے قول کو اختیار کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر آپؒ کی جگہ کوئی مالکی امام نماز پڑھاتے تو اس کی اقتداء میں سب مقتدیوں کی نماز درست ہوتی۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ بھی مخالف مذہب امام کی اقتداء نماز پڑھانے کو جائز سمجھتے تھے چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے وكان احمد بن حنبل يرى الوضوء من الحجامة والرعاف فقيل له فان كان الامام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ أتصلّي خلفه؟ فقال كيف لااصلي خلف سعيد بن المسيب ومالك (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۵۹۳ وھکذا فی الانصاف ص۹۱ للامام ولی اللہ الدھلوی) اور علامہ ابن قدامہؒ المغنی کے باب الامامۃ میں اسی کو ترجیح دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ

فاما المخالفون في الفروع كاصحاب ابي حنيفة ومالك والشافعي رحمهم الله تعالىٰ فالصلاة خلفهم صحيحة غير مكروهة نصّ عليه احمدُ لان الصحابة والتابعين ومن بعدهم لم يزل بعضهم يأتم ببعض مع اختلافهم في الفروع فكان ذلك اجماعاً ولان المخالف امايكون مصيباً فله اجران اومخطئا فله اجر ولااثم عليه في الخطأ (بحواله حاشيه البناية للشيخ فيض احمد ۳/۴۰)

علامہ ابن تیمیہؒ نے اس کو جمہور اسلاف اور مذاہب اربعہ کے ائمہ کا قول قرار دیا ہے۔

تصح صلاة المأموم وهو قول جمهور السلف وهو قول مالك وهو القول الآخر في مذهب الشافعي واحمد بل وابي حنيفة واكثر نصوص احمد على هذا وهذا الصواب (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۵۹۳)

فقہاء احناف کے مشہور فقیہ، محدث اور مفسر امام ابوبکر الجصاص الرازی الحنفیؒ کے فرمان سے بھی وضاحت کے ساتھ یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آپؒ شافعی امام کی اقتداء میں وتر کو جائز سمجھتے ہیں۔ يجوز اقتداء الحنفي بمن يسلّم على الركعتين في الوتر ويصلّي معه بقية الوتر لانّ امامه لايخرج بسلامه عنده لأنه مجتهد فيه كما لو اقتدىٰ امام قدارعف وهويعتقدأن طهارته باقية لأنّه مجتهد فيه فطهارته باقية في حقه (البنایۃ شرح الہدایۃ ۳/۴۱) اور اسی ترجیح کو علامہ ابن وھبانؒ نے بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں نعم لو اقتدىٰ حنفي بشافعي في الوتر وسلّم ذلك الشافعي الامام على الشفع الأول على وفق مذهبه ثم أتم الوتر صحّ وتر الحنفي عندأبي بكر الرازي وابن وهبان وفيه يقول ابن هبان

فی منظومته۔

ولو حنفي قام خلف مسلم　　لشفع ولم يتبع وتمّ فمؤتر　(معارف السنن ۴/۱۷۰)

اور اس رائے کی تائید آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے عن النبی ﷺ انّه قال يصلّون لكم فان اصابو فلكم ولهم وان اخطئو افلكم وعليهم (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۵۹۳) کہ نماز میں امام کی رائے کا اعتبار ہے ماٗموم کی رائے معتبر نہیں اور روایت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں فقد بيّن ﷺ أنّ خطأ الامام لا يتعدىٰ إلى المأموم ولأنّ المأموم يعتقد أن ما فعله سائغ له وأنه لا اثم عليه فيما فعل فانّه مجتهد او مقلد مجتهد وهو يعلم أن هذا قد غفر الله له خطأ فهو يعتقد صحة صلاته وأنّه لا يأثم اذا لم يعدها بل لو حكم بمثل هذا لم يجز له نقض حكمة بل كان ينفذه واذا كان الامام قد فعل باجتهاده فلا يكلف الله نفسا إلا وسعها والمأموم قد فعل ما وجب عليه كانت صلاة كل منهما صحيحة وكان كل منهما قد أدىٰ ما يجب عليه وقد حصلت موافقة الامام في الافعال الظاهرة (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۵۹۳، ۵۹۴)

اسی طرح اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو اپنے بساط کے مطابق شرعی احکام کا مکلّف ٹھہرایا ہے لا يكلّف الله نفساً الا وسعها (الاية) کہیں بھی ایک پر دوسرے کا بوجھ نہیں ڈالا، لقوله تعالیٰ وتزر وازرۃ وزر اخریٰ (الاية) تو اجتہاد اور فروعی احکام میں بھی ہر امام اپنی بساط علمی کے مطابق شرعی احکام کا مکلّف ہے اور ہر ایک نے بضاعت علم کو بروئے کار لا کر اپنی رائے یا اپنے مسلک کے امام کی رائے پر عمل کیا ہے اور مقتدی اپنی رائے یا اپنے مسلک کے امام کی رائے پر عمل کر رہا ہے، اور فروعی احکام میں اختلاف کیلئے اصول یہ ہے کہ ہر امام کا قول اور رائے خطاً اور صواب دونوں کا احتمال رکھتا ہے اور کوئی بھی دوسرے کی رائے کو کلیتہً خطاً اور غلط نہیں کہہ سکتا۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے اذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفنا قلنا وجوباً مذهبنا صواب يحتمل الخطأ مذهب مخالفنا خطأ يحتمل الصواب۔ (مقدمہ ردالمحتار ۱/۴۸) اسلئے کہ ہمارے فقہی احکام چار طرح کے ہیں:

(۱) بعض وہ مسائل ہیں جو نصوص (قرآن وسنت) سے بلا کسی تعارض اور اختلاف کے ثابت ہیں جیسے نماز کی فرضیت، حج کی ادائیگی کا حکم، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت، اس قسم احکام میں کسی بھی امام کا کوئی اختلاف نہیں ہر مسلک میں اس قسم کے احکام ایک ہی طرح کے ہیں۔

(۲) دوسرے وہ احکام ومسائل ہیں جو نصوص (قرآن وسنت) سے ثابت ہیں لیکن نصوص میں تعارض

اور اختلاف پایا جاتا ہے جس میں ایک مجتہد کسی ایک نص کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے تو دوسرا مجتہد دوسرے نص کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے جیسے رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا مسئلہ، جماعت کے ساتھ نماز میں امام کے پیچھے قرأۃ کا مسئلہ، نماز امین بالجہر کا مسئلہ، مس ذکر اور مس المرأۃ سے وجوب وضو اور عدم وجوب کا مسئلہ وغیرہ۔ اس قسم کے مسائل میں دونوں طرح کے نصوص پائے جاتے ہیں اسلئے اب دونوں مجتہدین کے اقوال نصوص شرعی کے مطابق ہیں کوئی مجتہد دوسرے مجتہد کے قول کو غلط نہیں کہہ سکتا اور ہر مجتہد عامل بالنص ہے، اور جس نص پر بھی عمل کیا جائے وہ صواب اور صحیح ہے۔

(۳)　تیسرے قسم کے وہ مسائل ہیں جو نصوص غیر متعارض سے ثابت ہیں مگر نص نے انکو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہے جو مختلف معانی کا احتمال رکھتے ہیں اور وہ معانی کبھی از قبیل اضداد (ایک دوسرے کے مخالف) ہوتے ہیں تو مجتہد ان مختلف معانی میں کسی ایک معنی کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے جیسے مطلقہ عورت کی عدت کا مسئلہ ہے امام ابوحنیفہؒ عدت بالحیض کا قول فرماتے ہیں اور اس معنی کو مختلف دلائل اور وجوہات سے ترجیح دیتے ہیں اور امام شافعی عدت بالاطہار کی رائے رکھتے ہیں اور دونوں ائمہ کرام قرآن کریم کی آیت یتربصن ثلاثة قروء (الایة) سے استدلال کرتے ہیں اس لئے کہ قروء ایسا لفظ ہے۔ جو حیض اور طہر دونوں متضاد معانی کا احتمال رکھتا ہے، لہٰذا ان دونوں آراء میں سے کسی بھی رائے کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔

(۴)　چوتھے قسم کے مسائل وہ ہیں جن کا نصوص میں صراحتاً ذکر نہیں ہے بلکہ ان مسائل کو قیاس واجتہاد کے ذریعے حل کیا جاتا ہے، اور یہ بات مسلّم ہے کہ ہر مجتہد بلکہ ہر شخص کی سوچ اور رائے یکساں نہیں ہوتی، ہر شخص کسی بھی مسئلہ کے حل کے بارے میں اپنے ہی دماغی زاویے سے سوچتا ہے اور اسی فطری طریقہ عمل کی وجہ سے نتیجتاً اختلاف پیدا ہوجاتا ہے مگر کوئی شخص یا مجتہد دوسرا شخص یا مجتہد کی رائے کو خطا اور غلط نہیں کہہ سکتا بلکہ ان آراء میں ہر ایک کی رائے صواب اور خطا کا احتمال رکھتا ہے جن کا ظاہری وزن برابری کا ہے۔ اسلئے امام شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے:

من هذا الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جميعا على الهدىٰ ولذلك لم يزل العلماء يجوزون فتاوىٰ المفتين في المسائل الاجتهادية ويسلمون قضاء القضاة ويعملون في بعض الاحيان بخلاف مذهبهم ولذا الاترىٰ ائمة المذاهب في هذه المواضع الاوهم يصححون القول ويثبتون الخلاف بقول احدهم هذا احوط وهذا هو المختار وهذا احبّ اِلّي　(الانصاف ص۸۹)

اور اسی وجہ سے ہر مجتہد اپنے اس اجتہاد میں اجر وثواب کا مستحق ہے کما قال النبی ﷺ اذا حكم الحاكم فاجتهد و اصاب وله اجران وان اخطأ فله اجر واحد (الحدیث) (صحیح بخاری

۲ر) مگر یاد رہے کہ حدیث میں ذکر کیۓ گئے الفاظ خطأ وصواب کا تعلق عند اللہ سے ہے اسلئے کہ ختم نبوت کی وجہ سے کوئی بھی بشر اس صواب وخطأ پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

تو جب مسائل اختلافیہ میں ہر رائے اور قول صواب کا متحمل ہے تو نفس الامر میں امام اور مقتدی دونوں برابر ہوئے مثلاً نماز کی ادائیگی کے لئے طہارت متفق علیہ شرط ہے البتہ انقطاع طہارت کے اسباب میں اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً نکسیر کو بعض فقہاء کرام منقطع الطھارۃ قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو منقطع الطہارت قرار نہیں دیتے لہٰذا اگر امام اجتہاداً یا تقلیداً نکسیر کو منقطع الطہارت قرار نہیں دیتا ہے اور نماز میں اسکی نکسیر ٹوٹ جائے، تو وہ اپنی رائے یا مذہب میں طہارت کی صفت سے متصف ہے۔ اور یہی طہارت نماز کی ادائیگی کیلئے شرط ہے، لہٰذا امام بھی طاہر اور مقتدی بھی طاہر تو دونوں نفس الامر میں یکساں ہونے کی وجہ برابر ہیں اسلئے دونوں کیلئے ایک دوسرے کی اقتداء درست اور صحیح ہیں۔

اسکے علاوہ اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صلوا خلف کل بر و فاجر (الحدیث) کہ ہر نیک و بد کی اقتداء میں نماز پڑھا کرو۔ اس روایت میں مقتدی اور امام دونوں کا ایک مسلک اور ایک مذہب ہونے کی کوئی قید نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ نے اتنی وسعت کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان فرمایا کہ ہر ایک کے لئے مطلقاً مسلمان شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز قرار دیا، چاہیۓ وہ امام حنفی ہو یا شافعی یا کسی بھی مسلک کے ساتھ وابستہ ہو، بر ہو یا فاجر مگر مسلمان ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور یہی اھل السنۃ والجماعۃ کے دس علامات میں سے ایک علامت بھی ہے کہ وھو یصلی خلف کل امام برًا و فاجر (البحر الرائق ۳۳۲/۸)

اور صاحب بحر علامہ ابن نجیمؒ مزید لکھتے ہیں: وذکر افتراق الادیان بالاھواء فمن کان من اھل الاسلام فالصلاۃ خلفه جائزۃ وان کان یعلم الکبائر واھل الاھواء علی ضربین منھم من یخرج عن الاسلام ومنھم من لایخرج فمن خرج عن الاسلام لاتجوز الصلاۃ خلفه (البحر الرائق ۳۳٤/۸) اور اسی طرح یہ بات بھی مسلّم ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ والوں کے تمام مذاہب حق ہیں اور انکی اتباع آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے تو پھر عدم جواز یا جواز مع الشرائط کی کوئی خاص وجہ باقی نہ رہی، اسلئے علامہ عبد العلی بحر العلومؒ نے اسی پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے۔ یجوز اقتداء التابع لمجتھد التابع لمجتھد آخر کالحنفی للشافعی وبالعکس وھذا باجماع من یعتد باجماعھم لان العمل بکل مذھب حق ومنج فی الآخرۃ فلاوجه لمنع الاقتداء (رسائل الارکان ص ۱۰۷) اسلئے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً میں ائمہ حرمین کی اقتداء میں جملہ نمازیں بلا کسی شرط اور بلا کسی کراہت جائز ہیں۔ اور یہ تخصص صرف حرمین کے ساتھ نہیں بلکہ ہر جگہ اور ہر ملک میں ایک مسلک کے امام کی اقتداء میں دوسرے مسلک کے مقلدین کی نماز جائز ہے۔ ھذا ماظھرلی واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ و تلخیص: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں

معروف امریکی سنگر جیکسن فیملی کے بڑے گلوکار کا قبول اسلام

جرمین لجوانے جیکسن محمد عبدالعزیز کیسے بنا!

جرمین لجوانے جیکسن (Jermaine Lajuane Jackson) ۱۱ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے شہر گرے میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق افریقی امریکی گھرانے سے ہے۔ ان کی ماں کا نام کیتھرائن جیکسن اور باپ کا نام جوزف تھا۔

جرمین جیکسن معروف پاپ سنگرز مائیکل جیکسن اور جینٹ جیکسن کے بھائی ہیں۔ موسیقی کی دنیا میں ان کا نام بھی اپنے بھائی اور بہن کی طرح عالم گیر شہرت رکھتا تھا...... جرمین جیکسن، یوسف اسلام (کیٹ اسٹون) کی طرح اپنے عروج کے زمانے میں ہی پاپ کی دنیا چھوڑ چکے ہیں۔ جرمین جیکسن کا قبول اسلام ہادی عالم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پاک کی بہترین تفسیر ہے جس میں آپؐ نے فرمایا:

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں''

جرمین جیکسن نے کافی عرصہ پہلے اسلام قبول کیا۔ اب وہ دین اسلام کے سپاہی اور خاموش مبلغ کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور عمومی طور پر اخبارات اور ذرائع ابلاغ سے دور رہتے ہیں۔ ایک معروف انگریزی ہفت روزے کے مسلمان صحافی سے ان کی گفتگو ہوئی اسلام کے بارے میں تعارفی کلمات ادا کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

مذہب اسلام رنگ و نسل، قبیلہ و علاقائیت سے ماورا مذہب ہے جو ایک منفرد افضلیت کا حامل ہے۔ اسی لئے جب کوئی فرد اسلام قبول کرتا ہے اور مذہب اسلام کو قریب سے دیکھتا ہے تو وہ روحانی طور پر یک گونہ سکون و اطمینان اور فخر و انبساط کی کیفیت محسوس کرتا ہے اگر چہ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑنا ایک بڑا کٹھن مرحلہ اور مشکل فیصلہ ہوتا ہے۔ لیکن اسلام کی آفاقی تعلیمات اور اس کی وسعت نظری انسان کو اس انتخاب میں مدد کرتی ہیں۔ اس زمانے میں اسلام دنیا کے سب سے بڑے مذہب کے طور پر سامنے آیا ہے۔

پاپ سنگر مائیکل جیکسن کے بھائی جرمین جیکسن ان ہدایات یافتہ افراد میں سے ایک ہیں جنھوں نے مذہب

اسلام کی حقانیت وصداقت سے متاثر ہو کر اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑا اور اس دین فطرت کو اپنایا۔

جرمین جیکسن نے اپنا اسلامی نام محمد عبدالعزیز رکھا ہے۔ وہ لاس اینجلز کے مضافاتی علاقے میں ایک بہت آرام دہ اور خوبصورت مکان میں رہتے ہیں۔ محمد عبدالعزیز کے اس مکان کو چاروں طرف سے خوبصورت پھول دار پودوں اور سرسبز شاداب درختوں نے گھیر رکھا ہے۔ یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں جرمین جیکسن اپنی بہن جینٹ جیکسن کیساتھ بیٹھ کر موسیقی اور گانوں کی دھنیں ترتیب دیا کرتے تھے۔ مگر اب وہاں سے اذان اور دنیا کے معروف قراء کی تلاوت قرآن مجید کی آوازیں گونجتی رہتی ہیں۔ پندرہ سے زائد سیکورٹی کی گاڑیاں محافظوں کے ہمراہ چوبیس گھنٹے اس گھر کی نگرانی کرتی ہیں۔ یہ علاقہ دنیا کے مہنگے ترین علاقوں میں سے ایک ہے۔ اب محمد عبدالعزیز کی مسلمان صحافی سے گفتگو کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام اور دین اسلام کے ساتھ اپنے والہانہ لگاؤ اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

سوال: آپ نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کب اور کیسے کیا؟

جواب: یہ 1989ء کی بات ہے جب میں اور میری بہن نے شرق اوسط کے بعض ممالک کا دورہ کیا۔ بحرین کے دوران قیام میں ہمارا شاندار استقبال ہوا اور ہمیں پرجوش طریقے سے خوش آمدید کہا گیا۔ وہاں بچوں کے ایک گروپ سے بھی ہماری ملاقات ہوئی۔ بچوں نے نہایت معصومیت اور بھولپن سے باتیں کیں اور ہم لوگوں سے مختلف سوالات پوچھتے رہے۔ اسی دوران میں ایک چھوٹے سے معصوم بچے نے مجھ سے میرے مذہب کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں عیسائی ہوں۔ پھر میں نے بچوں سے ان کے مذہب کے بارے میں پوچھا کہ تم کس مذہب سے تعلق رکھتے ہو؟ تمام بچوں نے بیک آواز جواب دیا: ''اسلام''

سچی بات تو یہ ہے کہ ان کے پرجوش اور بیک آواز جواب نے مجھے جھنجوڑ دیا۔ پھر ان معصوم بچوں نے مجھے اسلام کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ گفتگو کے دوران میں ان کی آواز کا جوش اور ردھم یہ بتا رہا تھا کہ مذہب اسلام کے ساتھ وابستگی ان کے لئے وجہ افتخار ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے میرا اسلام کی جانب سفر کا آغاز ہوا۔ میرا ان مسلمان بچوں کے ساتھ ملنا' پھر ان کے ساتھ گفتگو کرنا اور ان کا معصومانہ انداز میں اسلام کے بارے میں بتانا اور اسلام کے ساتھ وابستگی کا فخر کے ساتھ اظہار کرنا یہ سب وہ باتیں تھیں جن کی وجہ سے میں بعض مسلم اسکالرز اور علماء سے ملنے اور دین اسلام کے بارے میں جاننے پر مجبور ہوا اور میں نے نہایت اشتیاق اور متجسسانہ انداز میں دین اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔

وقت گزرتا گیا پھر یوں ہوا کہ میں اپنے اندرونی جذبات واحساسات کو لاکھ چھپانے کے باوجود بھی نہ چھپا

سکا اور پھر یہ کہ جو بات میں نے دل کی گہرائیوں میں قبول کرلی تھی اسے میں کیسے چھپا سکتا تھا سو میں کلمہ شہادت۔ اشھدان لاالہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ رسولہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ ابتداً میں نے اپنے اسلام قبول کرلینے کو چھپایا پھر میں نے اپنے خاندانی دوست قنبر علی سے اس کا تذکرہ کیا۔ یہی برادر قنبر علی مجھے سب سے پہلے سعودی عرب لے کر گئے۔ اس وقت تک میں اسلام کے بارے میں بہت زیادہ نہیں جانتا تھا۔ اور اس ضمن میں میری معلومات بہت محدود تھیں۔ لیکن یہ بات مجھے اچھی طرح معلوم تھی کہ سچائی اور ہدایت کا راستہ یہی ہے کوئی اور نہیں۔ وہاں جا کر میں نے ایک سعودی خاندان کے ساتھ کچھ وقت گزارا' انہی لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ گیا جہاں میں نے عمرہ ادا کیا اور مدینہ منورہ بھی گیا' مکہ مکرمہ ہی میں مَیں نے پہلی مرتبہ اپنے قبول اسلام کا باقاعدہ اعلان کیا۔

سوال: جب آپ نے قبول اسلام کا اعلان کیا تو اس وقت آپ کے کیا احساسات تھے؟

جواب: اسلام قبول کرتے وقت اور کلمہ شہادت پڑھتے وقت مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا یہ میری دوسری پیدائش ہے۔ اسلام میں مَیں نے ان تمام سوالات کے جوابات پالئے تھے عیسائیت جن کا جواب دینے سے یکسر قاصر تھی۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے متعلق اطمینان بخش جواب دیا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دیگر مذاہب کے جوابات سے بھی میں کبھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا ہی خوبصورت نظریہ پیش کرتا ہے۔ مذہب کے بارے میں میرے اندر کے سارے شکوک وشبہات اسلام ہی نے دور کئے۔ میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں کہ میرے خاندان کے دیگر افراد بھی اس سچائی اور حقیقت کو پہچانیں اور اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرلیں۔ میرے خاندان کے افراد عیسائیت کی پرستشانہ رسومات (Cult of Christianity) کے پیروکار ہیں جو کہ دنیا بھر میں Jehova's Witnessess کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان کے عقائد کے مطابق صرف ایک لاکھ چوالیس ہزار افراد ہی جنت میں جانے کے اہل ہوں گے۔

سوال: ایسا کیوں؟

جواب: یہ عقیدہ ہمیشہ مجھے الجھن میں ڈالتا رہا۔

مجھے اس بات پر بھی بڑی حیرت ہوتی تھی کہ بائبل کوئی افراد نے مدون کیا۔ حتیٰ کہ کنگ جیمز کی بائبل (King James Bible) ایسے افراد کے ذریعہ سے لکھوائی' مدون اور ترجمہ کروائی گئی جن کو کنگ جیمز نے اسپانسر کیا تھا' مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا تھا جنھوں نے بائبل کو تصنیف وتدوین کیا اور خدا کی طرف منسوب کردیا' اور یوں خدائے

بزرگ و برتر کی طرف سے دیئے گئے احکامات کو یکسر نظر انداز کر دیا۔

ان ہی دنوں سعودی عرب میں مجھے اسلامی تعلیمات پر مبنی یوسف اسلام (سابق Cat Stevens) کے کیسٹ سننے کا بھی موقع ملا۔ ان سے بھی میری معلومات میں کافی اضافہ ہوا۔

سوال: جب آپ مسلمان کی حیثیت سے امریکہ واپس لوٹے تو وہاں کیا ردعمل ہوا؟

جواب: میں نے یہ ہمیشہ دیکھا کہ امریکہ ذرائع ابلاغ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ امریکی میڈیا نے میرے خلاف بھی مذموم پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے مجھے ذہنی طور پر بڑی اذیت اور صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ ہالی وڈ ایک ایسی جگہ ہے جو مسلمانوں پر تہمت طرازی کرنے اور ان کو بدنام کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے۔ اور وہ لوگ مسلمانوں کو دہشت گرد کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جب کہ عیسائی دنیا کو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں قرآن کے پیش کردہ خوبصورت تصور کو دیکھنا چاہیے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ امریکہ مسلمانوں کے خلاف الزمات کی بارش کیوں کرتا ہے۔ یہ باتیں مجھے افسردہ کر دیتی ہیں۔ میں ذہنی طور پر اب اس بات کے لئے تیار ہو گیا ہوں کہ میں امریکی میڈیا کو مسلمانوں اور اسلام کے مخالف الزام تراشی اور بہتان بازی سے روکنے کے لئے اپنی صلاحیتیں استعمال کروں۔ مجھے اس بات کا بالکل اندازہ نہیں تھا کہ امریکی ذرائع ابلاغ میرے قبول اسلام کی خبر کو آسانی سے ہضم نہیں کر پائیں گے اور اتنا شور و غل اور واویلا مچائیں گے۔ آزادی اظہار (Freedom of Speech) نعرہ لگا کر میرے خلاف میڈیا میں طوفان بدتمیزی مچایا گیا۔ لیکن میرے آزادی مذہب (Freedom of Religion) کے حق کو جرم بنا دیا گیا۔ اس طرح امریکی سوسائٹی کی منافقت کھل کر سامنے آ گئی۔ اسلام نے میرے بہت سے پیچیدہ مسائل کی گھتیاں سلجھا دی ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہی میں نے خود کو حقیقی معنی انسان سمجھا اور وہ تمام باتیں اور چیزیں یکسر چھوڑ دیں جن کی مذہب اسلام میں ممانعت ہے۔

میرے اس عمل نے میرے خاندان کے لئے بھی مشکلات پیدا کر دیں وہ ابھی میرے اس فیصلے کو قبول نہیں کر پائے تھے کہ مجھے ملنے والی دھمکیوں اور خطوط نے ان کو اور پریشان کر دیا۔

سوال: کس قسم کی دھمکیاں؟

جواب: مجھے کہا گیا کہ میں امریکی معاشرے اور امریکی ثقافت میں بغض و عداوت کو پروان چڑھا رہا ہوں۔ یہ بھی کہا گیا کہ میں نے اسلام میں داخل ہو کر خود کو دوسروں سے الگ تھلگ کر لیا ہے۔ مجھے یہ دھمکی بھی دی گئی کہ وہ امریکہ میں میری زندگی کو ناقابل برداشت بنا دیں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میرے خاندان کے افراد وسیع النظری کا ثبوت دیں گے۔ میرے والد کی تعلیم یہی تھی کہ تمام مذاہب کا احترام کیا جائے۔ اسی بناء پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جیکسن فیملی کے

افراد میرے قبول اسلام کو تسلیم کر لیں گے۔

سوال: آپ کے اسلام قبول کرنے پر آپ کے بھائی مائیکل جیکسن کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: امریکہ واپس لوٹتے وقت میں سعودی عرب سے بڑی تعداد میں اسلامی کتابیں لایا تھا۔ کتابیں اسلامی تعلیمات، تاریخ اسلام، اسلامی تہذیب وتمدن، اسلامی عقائد جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ میں نے یہ کتابیں اپنے بھائی مائیکل جیکسن کو بھی دکھائیں۔ اس نے اپنے مطالعہ کے لئے خود کافی کتابیں منتخب کیں۔ اس مطالعہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کو ان مستند کتب سے براہ راست استفادہ کا موقع ملا ورنہ اس سے پہلے وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں امریکی ذرائع ابلاغ کے گھناؤنے پروپیگنڈے کا شکار تھا اگر چہ مائیکل جیکسن مسلمانوں سے کوئی مخاصمت نہیں رکھتا تھا، تاہم وہ ان کے بارے میں کوئی مثبت سوچ کا حامل بھی نہیں تھا۔ میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسلامی کتب کے مطالعہ کے نتیجے میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ان کے ذہن میں مکمل مثبت تبدیلی آئی ہے۔ اس تبدیلی کا نتیجہ ہے کہ وہ ایک مسلمان بزنس مین کے ساتھ تجارتی تعلقات پر آمادہ ہوا۔ اب اس کے مسلم دنیا اور مسلمان شخصیات کے ساتھ اچھے، گہرے اور ذاتی روابط ہیں۔ وہ سعودی ارب پتی شہزادے ولید بن طلال کی ملٹی نیشنل کمپنی میں مساوی شیئر ہولڈر پارٹنر ہے۔

سوال: جیسا کہ آپ نے پہلے بتایا کہ مائیکل جیکسن مسلمانوں کے بارے میں مثبت سوچ نہیں رکھتا لیکن پھر یہ وہ افواہ بھی پھیلی کہ مائیکل جیکسن نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ کہ میرے علم میں کوئی ایسی بات یا بیان نہیں ہے جس کی بناء پر یہ کہا جا سکے کہ مائیکل جیکسن اسلام یا مسلم مخالف جذبات رکھتا تھا۔ دراصل یہ بھی مائیکل جیکسن مخالف کیمپ کا پروپیگنڈا ہے۔ جب امریکی ذرائع ابلاغ نے میرے اسلام قبول کرنے پر اتنا واویلا مچایا اور میرے خلاف اتنا پروپیگنڈا کیا تو یہ مائیکل جیکسن کو کیسے بخش سکتے ہیں۔ مائیکل جیکسن کی اسلام سے قربت اور اسلام کا مطالعہ سب پر ظاہر ہو چکا ہے۔ اور اس کو بھی اسی وجہ سے دھمکیاں مل رہی ہیں۔ لیکن کون جانتا ہے کہ کل کیا ہو جائے۔ ہدایت تو اس خدائے بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مائیکل جیکسن اسلام قبول کر لے۔ آپ بھی دعا کریں۔

سوال: آپ کے قبول اسلام پر خاندان کے دیگر افراد کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: جب میں امریکہ واپس لوٹا تو میری ماں میرے آنے سے پہلے ہی میرے تبدیلی مذہب کی خبر ٹیلی وژن پر سن چکی تھی، اور اخبارات نے بھی شہ سرخیاں لگائی تھیں۔ میری ماں ایک مذہبی اور مہذب خاتون ہیں جب میں گھر پہنچا تو انہوں نے مجھ سے صرف ایک ہی سوال کیا۔ ''کیا تم نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ اچانک ہی کر لیا یا بہت سوچ بچار اور

غور وفکر کے بعد یہ فیصلہ کیا؟'' میرا جواب تھا ''ماں! میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا''۔ یہاں مجھے یہ بات کہنے دیجئے کہ ہمارا گھرانہ ایک مذہبی گھرانہ ہے۔ہمیں جو کچھ عطا ہوا یہ خدائے بزرگ و برتر کی خاص عنایات ہیں پھر ہم اس کے شکر گزار بندے کیوں نہ بنیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہوں۔ میں نے غریب افریقی ممالک میں بڑی تعداد میں دوائیں بھجیں۔ بوسنیا میں لڑائی کے دوران میں ہمارے جہاز ان کو امدادی اشیاء پہنچاتے رہے'اور میں اور میرے خاندان کے افراد سماجی خدمات اور انسانیت کے حوالے سے بہت سنجیدہ اور حساس ہیں کیونکہ ہم غربت کا زمانہ دیکھ چکے ہیں۔ایک زمانہ تھا کہ ہم سب افراد ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے۔

سوال: کیا آپ نے اپنی بہن پاپ سنگر جینیٹ جیکسن (Janet Jackson) کے ساتھ کبھی اسلام کے بارے میں تبادلہ خیال کیا؟

جواب: میرا ایک اسلام قبول کر لینا میری بہن جینٹ کے لئے بھی تعجب خیز بات تھی۔شروع میں تو وہ پریشان تھی۔''تعدد ازدواج'' کا مسئلہ اس کے ذہن میں اٹک گیا تھا۔ جب میں نے اس کو بٹھا کر تفصیل سے اس مسئلہ کو بیان کیا اور موجودہ امریکن سوسائٹی سے اس کا تقابل کیا' تو وہ مطمئن ہوگئی اور اس ضمن میں اسکے سارے اشکالات رفع ہو گئے' دراصل مغرب میں آزادانہ اختلاط مرد وزن اور اخلاقی ذمہ داریوں سے انحراف اور زندیقیت عام ہے۔شادی شدہ مرد اپنی بیوی کے علاوہ کئی کئی خواتین سے ازدواجی وجنسی تعلق رکھتے ہیں۔ یہ یہاں کی سوسائٹی میں عام بات ہے اور یہی اس معاشرے کی تباہی اور اخلاقی انحطاط کی اہم وجہ ہے۔ اسلام معاشرے کی حفاظت کے لئے اور اس کو ایسی آندھیوں سے بچانے کے لئے مضبوط باڑھ لگاتا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے اگر ایک مسلمان کسی خاتون سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے لئے باوقار طریقہ اختیار کرتا ہے ورنہ وہ پہلی بیوی کے ساتھ ہی وفادارانہ طریقہ سے زندگی گزرانے پر اکتفا کرتا ہے۔ پھر اگر کوئی مسلمان دوسری شادی کرتا ہے تو اسلام عدل وانصاف کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے اس پر مختلف شرائط بھی عائد کرتا ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ ساری مسلم دنیا میں دوسری شادی کرنے والوں کا تناسب غالباً ایک فیصد یا اس سے بھی کم ہوگا۔

میری ہر غیر مسلم سے گزارش ہے کہ وہ تعصب اور مخالفت کی عینک اتار کر مذہب اسلام کا مطالعہ کرے تو اسکو دنیا میں اسلام سے زیادہ عملیت پسند اور خوبصورت کوئی اور مذہب نظر نہیں آئے گا۔ (بشکریہ الدعوۃ' اسلام آباد)

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں۔ editor_alhaq@yahoo.com

ادارہ

افکار و تاثرات ________ قارئین بنام مدیر

از: محمود محمدی عراقی، سربراہ ادارہ ثقافت اسلامی تہران

از: عبدالمجیب (سابق مشیر، حکومت سعودی عرب)

از: مدثر اللہ خان، انڈیا

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔

السلام علیکم۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے ہم آپ کو تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ اس موقع کی مناسبت سے ادارہ ثقافت و روابط اسلامی، تہران کے سربراہ محترم حجۃ الاسلام والمسلمین جناب محمود محمدی عراقی کا حجاج بیت اللہ اور امت اسلامی کے لئے مرسلہ پیغام اس خط کے ہمراہ ہے۔ خداوند تعالیٰ اسلام و مسلمین کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ

ڈاکٹر نعمت اللہ ایران زادہ (سرپرست رایزنی فرہنگی)

میدان عرفات، مغربی دشمنوں پر اتمام حجت:

یہ بے نظیر میدان (حج) مغربی ممالک کے مطلع و آگاہ حاجیوں کے لئے یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنی اطلاعات کو ظاہر کر کے حقوق انسانی کے ان دعویداروں کو رسوا کریں اور یہ بتائیں کہ عالم استکبار کے صاحبان مال و طاقت و دجل و فریب کے چہروں سے نفاق اور دھوکے کا نقاب کیسے اتارا جائے۔ اور پھر سب دیکھ لیں گے کہ اسلام، آزادی، شرافت اور روحانیت کے دشمن کس طرح سے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے اپنے ہی پیش کردہ مفہوم کے پس پشت اپنی تمام تر خباثتیں چھپائے ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے خلاف اعلانیہ طور پر نسلی تعصب، ثقافتی تعصب اور یہاں تک کہ سائنسی اور ہنری و علمی آپارٹائیڈ کو روا رکھتے ہیں۔ اور مشکوک قسم کے حوادث رونما کر کے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی ممالک کے اندر موجود مرعوب اور خوابیدہ حلقوں کی شرمندگی کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مقامِ افسوس ہے کہ انہیں کے وسائل اور توانائیوں کو بھی خود ان کے وجود اور تشخص کے خلاف جنگ کے لئے

استعمال کرتے ہیں۔

محمود محمدی عراقی

(سربراہ ادارہ ثقافت اسلامی تہران)

مدیر آزاد میڈیا اور خصوصاً پشتو ٹی وی چینل ATV کے کھلا نام:

آپ کا ATV تو واقعی PTV پر بازی لے گیا، مگر کس پہلو سے بازی لے گیا اور آگے بڑھ گیا؟ نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا ATV اپنے منفی پروگراموں میں PTV سے کوسوں آگے نکل گیا ہے۔ PTV تو مرد و زن کے مخلوط گانے، ناچنے، تھرکنے اور سفلی و صنفی جذبات کو بھڑکانے میں موجود نسل کو گندہ کر رہا ہے۔ لیکن آپ نے تو موجودہ نسل کے ساتھ ساتھ آئندہ نسل کے نوخیز بچوں اور بچیوں کو بھی اپنے پروگرام ''مستی ہی مستی''، میں مخلوط رقص و موسیقی، بے حیائی، صنفی اعضاء نمائی اور جنسی ہوسنا کی کا چسکا لگا دیا ہے۔ اس طرح آپ موجودہ نسل کے ساتھ ساتھ اگلی پوری نسل کو بھی تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہماری نسل کشی بذریعہ عریانی و فحاشی ہمارے دشمن نہیں کر رہے ہے بلکہ آپ جیسے ''اپنے'' ہی کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ! اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ جیسے ذمہ داران ابلاغ عامہ کو توفیق دے کہ وہ اپنے گھر میں لگائی آگ کو خود ہی بجھا دیں۔ آمین!

عبدالمجیب

(سابق مشیر، حکومت سعودی عرب)

جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

السلام علیکم! اسلامی مدرسوں پر الزام ہے کہ ان میں دہشت گردی کی ٹریننگ دی جاتی ہے، لیکن انڈیا کا مشہور اردو ہفت روزہ ''نئی دنیا'' نے ''دہشت گردی یا اسلام'' (امریکی صحافی ولیم ڈال ریمپل کی تازہ رپورٹ) (نئی دنیا ۲۶ دسمبر ۲۰۰۵ء) میں کہا کہ ''اسلامی مدرسوں میں اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے، دہشت گردی کی ٹریننگ نہیں دی جاتی۔......'' مسلم معاشرے میں مدرسے کا کردار ہر لحاظ سے بڑا مفید ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس میں اور بھی جدت آنی چاہیے۔ ہمیں خالصتاً اپنے مسلک کی بنیاد پر طالب علموں کی ذہنی نشو و نما نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کے فکر و عمل کو وسیع المشرب بنانے کی ضرورت ہے تاکہ مدرسے کا کردار مسلم معاشرہ میں مزید پھیلایا جائے۔

مدثر اللہ خان (چھینا پورہ جھانسی، ہندوستان)

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

حضرت مہتمم صاحب کا سفرحج: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ بمعہ اہلیہ محترمہ ۴رجنوری کو اچانک سفرحج پر روانہ ہوئے۔ ۱۳رذی الحجہ کو منیٰ سے واپسی پر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور جمعۃ المبارک حرم نبوی میں ادا کر کے شام کو جدہ ائرپورٹ پہونچے اور اُسی رات پاکستان واپسی ہوئی کیونکہ بعض بیرونی ممالک کا سفر درپیش تھا۔ دارالعلوم حقانیہ سے حج کی سعادت حضرت مولانا انوارالحق صاحب، نائب مہتمم حقانیہ، مولانا حاجی اظہارالحق صاحب، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا نصیب خان استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ نے بھی حاصل کی۔ سب حضرات تعطیل حج کے فوراً بعد واپس ہوئے اور بحمدللہ مصروف تدریس ہیں۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا جاپان اور جنوبی کوریا کا سفر: حضرت مولانا سمیع الحق سینٹ کے امور خارجہ کمیٹی کے رکن رکین ہیں، خارجہ کمیٹی کا جاپان اور جنوبی کوریا کے دورہ کا پروگرام زلزلوں کی وجہ سے موخر چلا آرہا تھا۔ ۱۴جنوری کو حج سے واپسی پر دوسرے دن ۱۵جنوری کو جاپان روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن براستہ بیجنگ (چین) ٹوکیو پہونچے۔ جہاں انہوں نے کمیٹی جاپان کے پارلیمنٹ کے ارکان پارلیمنٹ قومی اسمبلی، سینٹ کے سپیکر، چیئرمین، وزیرخارجہ، ڈپٹی وزیرخارجہ، اور دونوں ملکوں کے مشترکہ ایسوسی ایشن کے مختلف گروپوں سے ملاقاتیں کیں اور دونوں ملکوں سے متعلق اہم امور پر تفصیلی تبادلہ خیال جاری رہا ان ملاقاتوں میں میزبانوں کی مسلمانوں کو درپیش صورتحال۔ القاعدہ طالبان۔ جہاد دہشت گردی۔ اور دینی مدارس اور اس کے نصاب وغیرہ جیسے اہم امور پر مولانا مدظلہ پر خصوصی توجہ مبذول رہی اور مولانا تمام امور پر مدلل اور مفصل روشنی ڈالتے رہے۔ جبکہ کمیٹی کے چیئرمین جناب سید مشاہد حسین سینیٹر پاکستان کے ایٹمی صلاحیت اور دیگر باہمی امور پر سیرحاصل بریفنگ دیتے رہے۔ ٹوکیو میں بعض دینی تنظیموں اور شخصیات کے علاوہ مقیم مسلمانوں نے مولانا کے اعزاز میں استقبالیہ ترتیب دیا مگر دورہ کے سرکاری ٹائم ٹیبل اور اہم پروگراموں کے علاوہ ان ممالک کا مولانا سمیع الحق کے ساتھ حساس اور محتاط رویہ کی وجہ سے مولانا شریک نہ ہوسکے جس کا مولانا کو آخر تک افسوس رہا۔ لوگ آخری دن ۲۰رجنوری کو ٹوکیو کے مرکز اسلامی جامع مسجد میں مولانا کے جمعہ پڑھانے کے خواہشمند تھے مگر طے شدہ پروگرام کے مطابق اسی دن ۹ بجے صبح وفد کا ٹوکیو سے بولٹ ٹرین کے ذریعہ جاپان کے قدیم دارالخلافہ کیوٹو کا سفر طے تھا۔ کیوٹو میں وفد نے ایک رات قیام کیا اس دوران وفد نے کیوٹو سے باہر جاپان کے قدیم ترین دارالخلافہ نارا کا بھی دورہ کیا۔ وہاں بدھ مت کے قدیم ترین مندر اور بادشاہوں کے محلات اور تاریخی آثار دیکھے۔ ۲۱رجنوری کو مولانا مدظلہ اور وفد عالمی شہرت یافتہ عالمی دہشت گرد امریکہ کی بربریت کا شکار شہر ہیروشیما دیکھنے گیا۔ اس شہر کی بربادیوں سے متعلق بنایا گیا۔ میوزیم دیکھا، اہم لوگوں سے ملاقاتیں رہیں اور ایٹمی حادثہ کے وقت موجود ایک عمررسیدہ شخص سے وفد نے ملاقات کی اور مشاہدہ کرنے والے شخص کے مشاہدات اور تاثرات سنے۔ ایک رات ہیروشیما میں قیام رہا۔ اس سفر میں پاکستانی سفارتخانہ کے حکام اول وآخر موجود رہے اور دورے کو

ہر لحاظ سے بہتر بنایا۔ جاپان کے اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی کے بعض مراکز بھی دکھائے گئے۔ ۲۲ رجنوری کو وفد جاپان کے شہر ہیروشیما سے براہ راست جنوبی کوریا کے دارالخلافہ سیول پہونچا۔ یہاں بھی کورین حکام اور پاکستانی سفارتخانہ کے اعلیٰ حکام چشم براہ تھے۔ دوسرے دن دفاع سے متعلق اہم ترین ادارہ ''قاعدہ'' کے ہیڈکوارٹر کا دورہ تھا اور دفاع سے متعلق افراد سے ایک اہم جنرل کی قیادت میں پاکستان اور عالم اسلام بالخصوص ایٹمی صلاحیت ڈاکٹر عبدالقدیر، دینی مدارس، طالبان مستقبل میں جاپان بھارت امریکہ کی چین کے خلاف بننے والے ممکنہ تکون جیسے حساس امور پر مولانا نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی اور ان کے خدشات کا ازالہ کرتے ہوئے مغربی دنیا کے ایشیائی ممالک اور مسلمانوں کے ساتھ دوہرے متضاد معیار اور غیر منصفانہ رویہ کو دوٹوک انداز میں بے نقاب کیا اور الحمدللہ حاضرین نے نہایت مکروہ پروپیگنڈہ اور خدشات کی حقیقت معلوم ہونے پر مولانا کی گفتگو پر مکمل اطمینان کا اظہار کیا۔ پارلیمنٹ کے ارکان سے مختلف گروپوں کی شکل میں اور وہاں کے سینٹ کے چیئرمین اور دیگر حضرات سے ضیافتوں اور ملاقاتوں میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ مختلف ادارے پارلیمنٹ کے نظام اور عمارتوں وغیرہ کا بھی معائنہ جاری رہا۔ ۲۵ رجنوری کی رات کو کوریا سیول سے جہاز روانہ ہوکر بارہ گھنٹے مسلسل سفر کر کے ۲۶ رجنوری کی صبح دبئی پہونچا۔ اور وہاں سے چند گھنٹے کے وقفہ کے بعد دوپہر سے روانہ ہوکر چار بجے شام بحمدللہ بخیر و عافیت اسلام آباد پہونچ گئے۔

<u>اسپیکر قومی اسمبلی کے دارالعلوم تشریف آوری:</u> جناب چوہدری امیر حسین صاحب، اسپیکر قومی اسمبلی، دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا حامد الحق حقانی کے ساتھ تفصیلی ملاقات کی۔ بعد میں آپ نے حضرت مولانا مدظلہ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھی اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا۔

<u>مولانا سمیع الحق کی سینٹ کی رکنیت برقرار رہنے پر خوشی کی لہر:</u> ملک کے ایوان بالا کے نصف ارکان کی ۳ سال بعد قرعہ اندازی ہوتی ہے جس میں نصف کی رکنیت ختم اور نصف کی برقرار رہ جاتی ہے۔ ۲ رجنوری کو پارلیمنٹ ہاؤس میں قرعہ اندازی کی تقریب ہوئی پاکستان اور جو دنیا بھر میں ٹی وی چینلوں پر براہ راست نشر ہو رہی تھی۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ کی لاکھوں متعلقین اور مخلصین کی نگاہیں اس آرزو اور دعا کے ساتھ لگی ہوئیں تھیں کہ اقتدار کے ایوانوں اور صنم کدوں میں مولانا مدظلہ کی آواز حق گونجتی رہے اور اللہ تعالیٰ اسے قائم اور جاری ساری رکھے۔ جبکہ مولانا مدظلہ کے بے شمار حاسدین اور سیاسی مخالفین اس آرزو کو لئے بیٹھے تھے کہ مولانا کی رکنیت ختم ہو جائے گی مگر علماء، طلبہ اور مخلصین کی دعائیں کارگر ثابت ہوگئیں۔ اور مولانا کا نام چھ سالہ میعاد پورے کرنے والوں میں نکلا جس سے ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مبارکباد کا ایک غلغلہ ملک و بیرون ملک سے بلند ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مولانا مدظلہ کو ملک کے ایوان بالا میں حق اور اہل حق کی ترجمانی کرنے کی سعادت سے نوازا۔

<u>جید علماء اور مفتیان کرام کی آمد اور مولانا سمیع الحق سے مشاورت:</u> ۵ رفروری ملک کے چوٹی کے علماء کرام اور جید مفتیان عظام کا تیس رکنی وفد اکوڑہ خٹک تشریف لایا اور قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور عالم اسلام اور ملک و ملت کو درپیش اہم مسائل پر باہمی مشاورت کی۔ یہ مشاورتی اجلاس مولانا سمیع الحق صاحب کی صدارت میں چار گھنٹے تک جاری رہا۔ وفد میں کراچی سے جامعہ فاروقیہ کے ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب، اشرف المدارس کراچی کے دارالافتاء کے رئیس مفتی عبدالحمید ربانی، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے رئیس دارالافتاء مفتی عبدالمجید

دین پوری، مولانا عبداللہ شاہ مظہر کراچی، مولانا عنایت اللہ راجہ کراچی، دارالافتاء والارشاد (الرشید) کراچی کے مفتی مولانا ابولبابہ شاہ منصور۔ مولانا عدنان صاحب کا کاخیل کراچی، مولانا قاری سعید الرحمان راولپنڈی اسلام آباد سے مولانا ظہور احمد علوی، جناب قاضی عبدالرشید صاحب، مولانا محمد اشرف علی تعلیم القرآن راولپنڈی، پشاور سے شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان اور شریعت کونسل سرحد کے چیئرمین مولانا مفتی غلام الرحمان صاحب، بنوں سے مولانا نصیب علی شاہ ایم این اے اکوڑہ خٹک سے مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ، مولانا قاضی مفتی انوار الدین صاحب نوشہرہ سے مولانا مجاہد خان ایم پی اے، مولانا محمد یوسف شاہ صاحب، مدیر الحق مولانا راشد الحق اور دیگر اکابر علماء شامل تھے۔ مولانا سمیع الحق کے زیر صدارت اجلاس میں توہین رسول کرنے والے ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک کے شرمناک جسارت پر ان ممالک کے بارے میں سعودی علماء کے فتوی کی توثیق کی گئی اور عوام سے کہا گیا کہ ان ممالک کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور جب تک یہ ممالک معافی نہ مانگیں ناموس رسالت پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں کے لئے ان کی مصنوعات سے احتراز رکھنا شرعی اور دینی غیرت کا امتحان ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ توہین رسالت کے مرتکب اخبارات کے ایڈیٹروں کو پاکستان یا دیگر اسلامی ممالک کے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا جائے جبکہ ہم نے اس سے قبل اپنے ملک کے شہریوں اور پناہ لینے والے مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر ان ملکوں کے حوالے کیا۔ حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے حوالہ سے یورپی ممالک اور اقوام متحدہ سے قانون سازی کرائی جائے اور تمام انبیاء کرام کی توہین کو ناقابل معافی جرم قرار دینے کی کوشش کی جائے۔ اجلاس میں دینی مدارس کے رجسٹریشن اور ان مدارس کے سندات کے بارے میں حکومت کی دوہری امتیازی پالیسوں پر شدید افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تمام معاملات باضابطہ حل نہ ہونے تک حکومت کے ایسے تمام اقدامات سے لاتعلق رہنے کا فیصلہ کیا گیا، اجلاس میں غیر ملکی طلبہ پر مدارس میں داخلہ کی پابندی پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے اس فیصلہ کو مسترد کیا گیا۔ علماء نے روشن خیالی کے نام پر میراتھن ریس اور اس قسم کے حیاسوز دیگر اقدامات کی شدید مذمت کی۔ قبائل اور باجوڑ کے مسئلہ پر علماء نے شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امریکہ کے جارحانہ اقدامات اور بمباری کو ملکی خودمختاری میں صریح مداخلت قرار دیتے ہوئے حکومت سے آئندہ ایسے ہر قسم کے جارحانہ اقدامات کا راستہ روکنے کا مطالبہ کیا، علماء نے ایک کے بعد دوسرے صوبہ میں اور علاقوں میں داخلی انتشار کی فضا پیدا ہونے پر نہایت فکرمندی کا اظہار کیا۔ علماء کرام نے سرحد قبائلی علاقوں باڑہ خیبر ایجنسی اور ملک کے دیگر بعض حصوں میں مختلف فرقوں اور مکاتب ومسالک کے درمیان افتراق اور محاذ آرائی کی صورتحال کے پیدا ہونے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے تمام مکاتب فکر سے اپیل کی کہ وہ اندرونی اور بیرونی سازشوں پر کڑی نگاہ رکھیں جو فرقہ وارانہ مسائل کو ہوا دے کر دشمن کے عزائم اور منصوبوں کی تکمیل کا راستہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت ہمیں ملک کے اسلامی تشخص دینی اقدار مدارس دینیہ اور اسلامی شعائر کے تحفظ کی جنگ درپیش ہے۔ اور گروہی اختلافات بھڑکانے سے دشمن کا مقصد پورا ہوسکتا ہے۔

<u>دعائے مغفرت:</u> دارالعلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال گزشتہ ماہ ہوا مرحومہ کا نماز جنازہ دارالعلوم میں ہوا۔ اساتذہ وطلباء کی کثیر تعداد نے اس میں شرکت کی۔ اسی طرح ''الحق'' کے کمپیوٹر آپریٹر کی ساس صاحبہ کا انتقال بھی گزشتہ دنوں ہوا۔ قارئین سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مفہوم وتشریح: پروفیسر علامہ مضطر عباسیؒ ترتیب وتدوین: امجد بٹ

رحمۃ عالم ﷺ کے ارشادات وفرمودات پر عمل کرنے اور اس کے پھیلانے میں نہ صرف ایک فرد کی فلاح و صلاح مضمر ہے بلکہ ہر حدیث اپنی جگہ ایک بحرِ ذخار کی حیثیت سے ہزاروں اسرار ورموز کا خوبصورت ترین گلدستہ ہوتا ہے۔ اگر انسانیت چاہے تو اس کی مہک سے پوری دنیا کو گمراہیوں‘ ظلمتوں سے نجات دلا کر اس عالم کو امن وآشتی کا گہوارہ‘ دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ قرون اولیٰ سے آج تک بلکہ تاروز قیامت سید الانبیاء کی احادیث مبارکہ کے جمع کرنے‘ پڑھانے اور پھیلانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔ جمع کرنے کی تشریح وتفصیل جو اصول وقواعد کے مطابق ہوں کرنے میں بے شمار فوائد اور امت کے رہنمائی کے نئے نئے جہت نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ اسی سعی کا بہترین نتیجہ ''رحمت عالم حضرت محمدؐ نے فرمایا'' کتاب کی شکل میں میرے سامنے موجود ہے۔ جو بندہ کے ایک محترم دوست علامہ مولانا مضطر عباسی مرحوم ومغفور کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ عباسی صاحب نہ صرف عالم دین بلکہ مختلف زبانوں پر عبور اور جدید علوم میں مہارت رکھنے والے شخصیت تھے۔ گوشہ گمنامی میں رہتے ہوئے احکامات الٰہی پھیلانے کیلئے بے چین رہتے۔ عالمی زبان (سپرانتو) کو صرف اسلئے سیکھا اور دوسروں کو سکھلانے کیلئے مدت تک سرگرم رہے کہ یہ لغت دنیا کے اکثر حصہ میں انگریزی سے زیادہ سمجھی اور پڑھی جاتی ہے۔ اسی زبان میں غیر مسلم دنیا کو اسلامی تعلیمات سے آشنا کر کے اسلام کا دلدادہ بنایا جاسکتا ہے۔ ''منتخب احادیث مع وضاحت'' میں بھی ان کا یہی دینی جذبہ کارفرما ہے۔ عملی زندگی میں قدم قدم پر ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضورؐ کے جن زرین اقوال کی ضرورت پڑتی ہے‘ انتہائی محنت سے مختصر لفظی ومعنوی اردو تشریح کیساتھ ساتھ عالمی اسپرانتو زبان میں بھی وضاحت وتفصیل ذکر کردی۔ جیسے کہ کتاب کی ابتداء میں اس مجموعہ کو مرتب ومدون کرنے والے مرحوم کے دست راست جناب امجد بٹ صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ان اہم ترین احادیث کو جمع اور عالمی زبان میں ترجمہ ومفہوم تحریر کرنے میں علامہ کا ایک غرض غیر مسلموں کو بھی حضور اکرم ﷺ کا عالمگیر پیغام پہونچانے کیساتھ اردو اور اسپرانتو قارئین تک عالمگیر معیار کی احادیث کو سلیس اندازِ بیان ایک وضاحت کیساتھ پہونچانا مقصود تھا۔ عباسی مرحوم جیسے جامع کمالات‘ عالم کے پیش نظر اس کتاب کے مرتب کرنے کے جو مبارک اغراض تھے۔ انکے اخلاص نیت کو مدنظر رکھتے

ہوئے رب العزت سے امید قوی ہے کہ اس بابرکت خزینہ کا مطالعہ ہر قاری کیلئے دنیوی و اخروی منافع کے حصول کا ذریعہ انشاء اللہ ثابت ہوگا۔ علامہ صاحب کی وفات کے بعد انکے اس بیش بہا سرمایہ آخرت کو منصۂ شہود پر لانے میں جناب امجد بٹ اور دیگر دوستوں عزیزوں نے جو کردار ادا کیا وہ انتہائی قابل قدر ہے۔ خدا کرے رحمت عالم کے اقوال پر مشتمل یہ کتاب مرحوم کے رفع درجات اور مغفرت کا سبب بن جائے اور اس کاوش کو قبول عامہ نصیب ہو۔ (امین)

کتاب: مسنون دعائیں مرتب: مولانا لیاقت علی شاہ نقشبندی غفوری۔

ضخامت: ۳۱۲ صفحات پاکٹ سائز۔ ملنے کا پتہ: جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی

دعا کی فضیلت کے بارے میں بکثرت آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ آئی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ادعوا ربکم تضرعاً وخفیہ (الاعراف) وقال ربکم ادعونی استجب لکم (المومن) یعنی اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ پکارو۔ اور فرمایا ''تمہارے رب نے کہا مجھ کو پکارو' میں (تمہاری دعائیں) قبول کروں گا۔'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ الدعاء سلاح المومن و عماد الدین و نور السموات والارض۔ یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے' دین کا ستون ہے اور آسمانوں اور زمینوں کی روشنی ہے۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لم یسئل اللہ یعضب علیہ۔ یعنی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ان پر غصہ ہوتے ہیں۔

ماثور دعاؤں پر مختلف کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ بعض ضخیم ہیں اور بعض مختصر۔ کیونکہ انسان اپنی ضروریات میں ہر وقت اور ہر آن اللہ تعالیٰ کو محتاج ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے مختلف حاجات اور ضروریات کے لئے مختلف مبارک الفاظ کے ساتھ دعاؤں کی تلقین کی ہے۔ جن کو امت کی برگزیدہ ہستیوں نے جمع کی ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا۔

زیر تبصرہ مختصر کتابچہ میں فاضل محترم مولانا حافظ لیاقت علی شاہ صاحب نقشبندی غفوری نے مستند کتب سے اخذ و استفادہ کر کے دعاؤں کی ایک بہترین سوغات تیار کی ہے اور انتہائی محنت و کوشش کر کے کتب حدیث کے حوالوں سے ان کی صحت وسند پر مہرِ توثیق ثبت کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبولیتِ عامہ سے نوازیں۔ اور مرتب کو اجر جزیل سے بہرہ ور فرمادیں۔ (مولانا حافظ ابراہیم فانی)

ہمدرد
صُدوری
Tough on Cough
کھانسی خشک ہو یا بلغمی، صُدوری اپنے نباتاتی اجزاء
کی بدولت فوری اثر دکھاتی ہے اور سینے کی جکڑن دور
کر کے کھانسی کی تکالیف سے مکمل نجات دلاتی ہے۔
FOR COUGH & COLD
Suduri
Manufactured by: Hamdard Laboratories (Waqf) Pakistan
شوگر فری میں بھی
ہمدرد
ہمدرد لیبارٹیز (وقف) پاکستان
Blitz DDB

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفين

نمبرشمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱۔	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ	۵۳۶
۲۔	دعوات حق ۔ (مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات و عبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت و شہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۴۴۶
۱۰۔	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲۔	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	ـ
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد	" " "	" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاویٰ حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب	۴۵۰
۱۸۔	نظام اکل و شرب	" " "	" " " " "	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	شرح شمائل ترمذی		" " " " "	زیر طبع
۲۱۔	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	مطبوعہ
۲۲۔	انوار حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰